فتح 1390 ہش/دسمبر 2011ء
جلد 52/شمارہ 12-2011ء

ماھنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

فی پرچہ قیمت -/20 سالانہ -/200

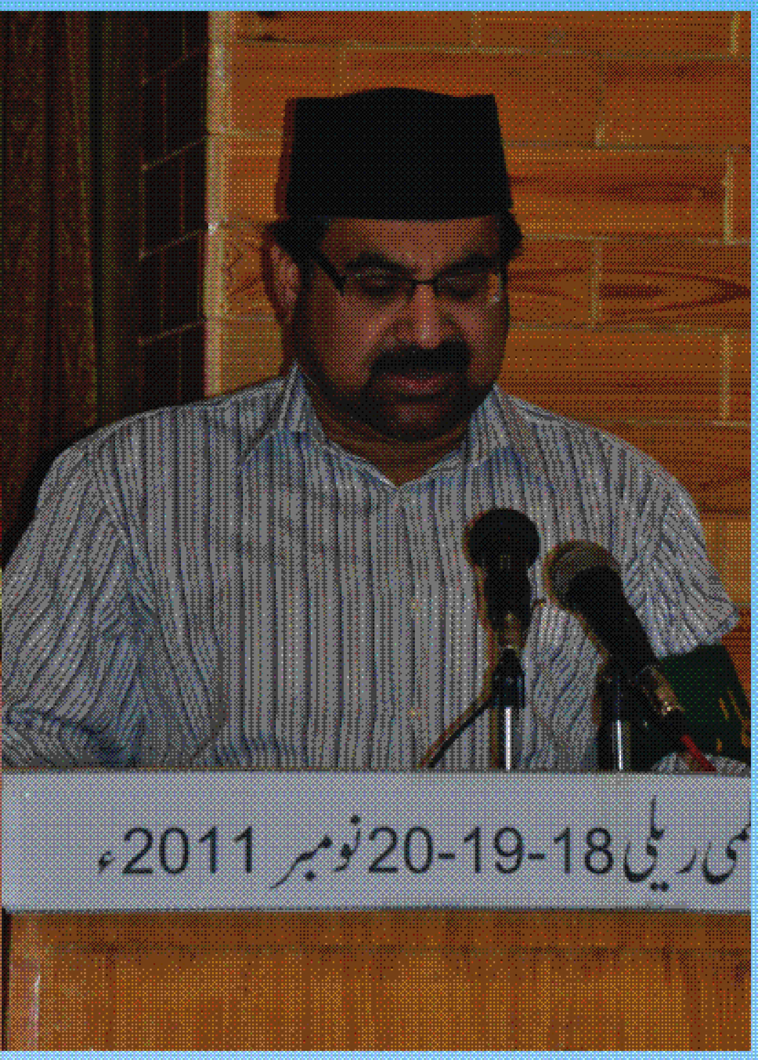

رپورٹ منتظم اعلیٰ

خطاب مہمان خصوصی

چند منصفین کرام

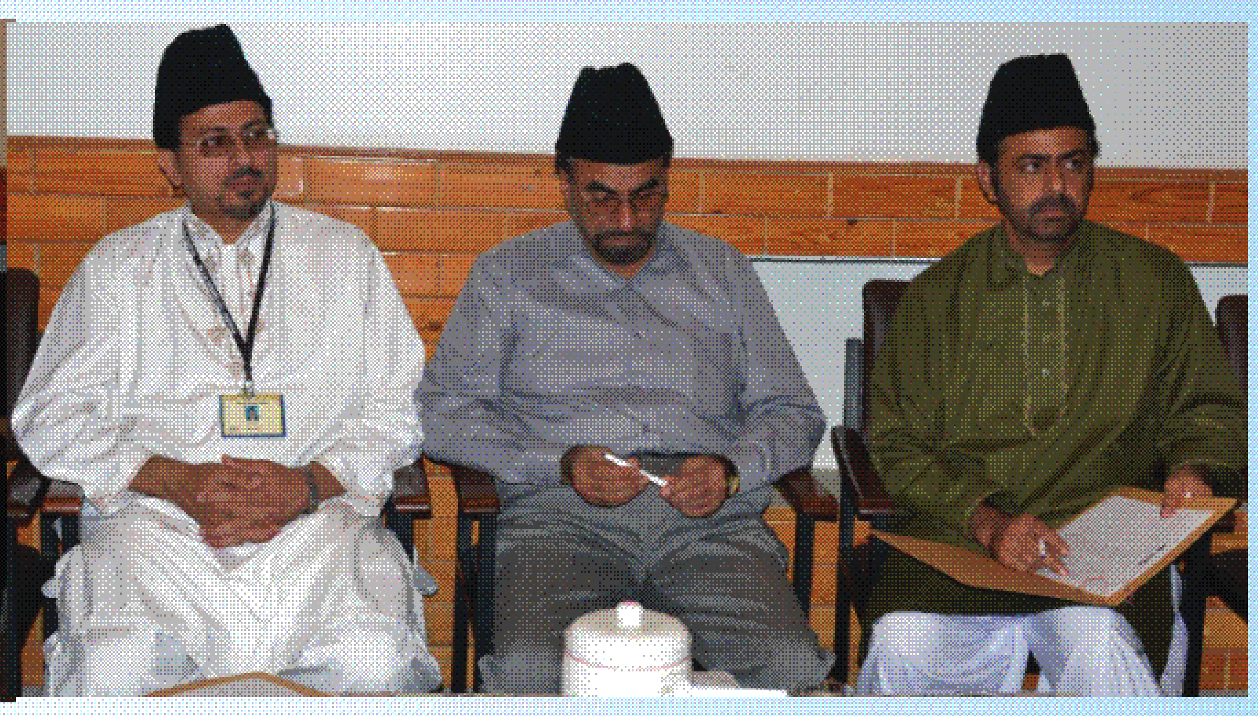

مقابلہ نظم

مقابلہ تقریر معیار خاص

مقابلہ فی البدیہ تقریر

انعامات

طبی امداد

سٹال اشاعت

رجسٹریشن و علمی مقابلہ جات

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

فتح 1390ھش دسمبر 2011ء

جلد 52

شمارہ 12

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

موبائل نمبر (مینیجر) (0336-7700250)

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: حافظ عبدالسنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:

فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ

دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ ۔ پاکستان

سالانہ .... 200 روپے

قیمت فی پرچہ .... 20 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

کلام الامام 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

خصوصی دعاؤں اور نفلی روزہ کی تحریک 8

جماعت میں داخل ہونے کے لئے بنیادی شرط نماز (عبدالسلام ثاقب) 9-12

اہل بیت اور حضرت امام حسین کا مقام (ندیم احمد فرخ) 13-16

اقرار توحید و رسالت کا مقام از روئے حدیث (اقبال حیدر یوسفی) 17-19

نظم ۔ عہد نو 2 (عبدالسلام اسلام) 20

اسمبلی 1974ء میں ایک اعتراض کا جواب (حافظ مظفر احمد) 21-27

سانتا کلاز 28

برکات خلافت ۔ سنہری یادیں (مسعود احمد بٹ) 29-30

مسعود احمد خان صاحب دہلوی کی وفات 31

میتھی ۔ ایک مفید سبزی (خواجہ محمد اقبال ناتک) 32-33

رانا دلاور حسین صاحب شہید (مبشر منظور) 34-35

علمی ریلی 2011ء مجلس انصاراللہ پاکستان (رپورٹ: از مدیر انصاراللہ) 36-40

اداریہ

جلسہ سالانہ کا بابرکت نظام

دسمبر کا مہینہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے احباب جماعت کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے جلسہ سالانہ کے مبارک اور عظیم نظام کی بنیاد تائید حق کی روشنی میں ڈالی۔ 1891ء وہ سال ہے جب حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخلصین کو خصوصی مشورہ کے لئے قادیان طلب کیا۔ چنانچہ حضورؑ کی تحریک پر احباب قادیان حاضر ہوئے اور 27/دسمبر کو اصحاب صدق وصفا کا پہلا اجتماع ہوا اور یہ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ قرار پایا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اطلاع (مندرجہ آسمانی فیصلہ) کے ذریعہ احباب جماعت کو صحبت صالحین، زیارت مرکز، علمی وروحانی ترقی کی خاطر ہر سال جلسہ میں شمولیت کرنے کی تاکید فرمادی ہے۔ یوں جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کے بابرکت نظام کا آغاز ہوگیا۔

قیام پاکستان سے پہلے جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ قادیان میں منعقد ہوتے رہے اور پھر نئے مرکز احمدیت ربوہ میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس نظام میں اللہ کے فضل سے وسعت پیدا ہونی شروع ہوگئی اور جماعت احمدیہ کے اکناف عالم میں پھیلنے کے ساتھ ساتھ نظام جلسہ سالانہ کا آغاز بھی دنیا کے طول وعرض میں شروع ہوگیا اور اب یہ ایک مستحکم نظام کے طور پر دنیا بھر میں جاری ہے۔ پاکستان میں آخری جلسہ سالانہ 1983ء میں منعقد ہوا جس کے بعد حالات کے جبر نے اس کے انعقاد میں تعطل پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدیوں کے لئے نئی نئی راہیں اس تشنگی کو پورا کرنے کے لئے نکال دیں تب سے جلسہ سالانہ برطانیہ کو ایک مرکزی جلسہ سالانہ کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے۔ اسی طرح جن ممالک کے جلسہ سالانہ میں خلیفہ وقت کی شمولیت ہوتی ہے وہاں احباب MTA کے ذریعہ ان جلسہ ہائے سالانہ میں شمولیت کر لیتے ہیں اور اس کے مقاصد کو حاصل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ارض مسیح پاک قادیان جہاں سے جلسہ کا بابرکت نظام شروع ہوا تھا وہاں ہر سال باقاعدگی سے جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل سے گزشتہ چند سالوں سے پاکستان سے بھی ہزاروں لوگ اس میں شامل ہوجاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ قادیان کے خطاب سے دنیا بھر کے احمدی استفادہ کر کے اس میں شامل ہوتے ہیں اور یوں 75 احباب سے شروع ہونے والا جلسہ سالانہ اب MTA کے ذریعہ کروڑوں لوگوں کی پہنچ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دن جلد لائے جب ربوہ میں بھی جلسہ سالانہ کی رونقیں بحال ہوں اور پاکستان کے لاکھوں احمدی جلسہ کی برکات سے براہ راست مستفیض ہوسکیں اور شاملین جلسہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث ٹھہریں۔ آمین۔

القرآن

صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ (التوبۃ: 119)

ترجمہ: اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

......()......()......

حدیث نبوی ﷺ

صحبتِ صالحین

عَنْ اَبِیْ مُوسیٰ الاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ: اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَجَلِیْسِ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَکَ فَاَمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحاً طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا مُنْتِنَۃً۔

(مسلم کتاب البر و الصلہ حدیث نمبر: 6692)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اُٹھائے اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اُٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اسے خرید لے گا ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔

......()......()......

کلام الامام

جلسہ سالانہ کے مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اِس جلسہ میں ایسے **حقایق اور معارف** کے سنانے کا شغل رہے گا جو **ایمان** اور **یقین** اور **معرفت** کو **ترقی دینے** کیلئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں **رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا** اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے **دعائے مغفرت** کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کیلئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔''

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ: 351، 352)

عربی منظوم کلام

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اشْرَبُوْا مِنْ قِرْبَتِي

اِنَّ الْمَحَبَّةَ خُمِّرَتْ فِيْ مُهْجَتِيْ　　وَاَرَى الْوَدَادَ يَلُوْحُ فِيْ اَهْبَائِيْ

یقیناً محبت میری روح میں خمیر کر دی گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت میرے تمام ذراتِ وجود میں چمک رہی ہے۔

اِنِّيْ شَرِبْتُ كُئُوسَ مَوْتٍ لِّلْهُدٰى　　فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَيْنَ بَقَاءِ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے پیالے پیئے۔ پس موت کے بعد میں نے بقا کا چشمہ پا لیا

اِنِّيْ اُذِبْتُ مِنَ الْوَدَادِ وَ نَارِهٖ　　فَاَرَى الْغُرُوْبَ تَسِيْلُ مِنْ اِهْرَائِيْ

میں محبت اور اس کی آگ سے پگھلایا گیا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے آنسو گداز ہو جانے کی وجہ سے رواں ہیں

اَلدَّمْعُ يَجْرِيْ كَالسُّيُوْلِ صَبَابَةً　　وَالْقَلْبُ يُشْوٰى مِنْ خَيَالِ لِقَاءِ

عشق کی وجہ سے آنسو سیلابوں کی طرح رواں ہیں اور دل ملاقات کے خیال سے بریاں ہیں

وَاَرَى الْوَدَادَ اَنَارَ بَاطِنَ بَاطِنِيْ　　وَاَرَى التَّعَشُّقَ لَاحَ فِيْ سِيْمَائِيْ

اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت نے میرے باطن کی گہرائی کو روشن کر دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ عشق میرے چہرے پر نمودار ہے

اَلْخَلْقُ يَبْغُوْنَ اللَّذَاذَةَ فِي الْهَوٰى　　وَ وَجَدْتُّهَا فِيْ حُرْقَةٍ وَّ صَلَاءِ

لوگ تو حرص و ہوا میں لذت تلاش کرتے ہیں اور میں نے اسے پایا ہے سوزش اور جلنے میں

اَللّٰهُ مَقْصِدُ مُهْجَتِيْ وَ اُرِيْدُهٗ　　فِيْ كُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَالْاِمْلَاءِ

اللہ میری جان کا مقصود ہے اور میں اسی کو چاہتا ہوں قلم کے ہر قطرۂ (روشنائی) اور ہر املاء میں

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اشْرَبُوْا مِنْ قِرْبَتِيْ　　قَدْ مُلِاءَ مِنْ نُوْرِ الْمُفِيْضِ سِقَائِيْ

اے لوگو! میری مشک سے پیو کیونکہ فیاضِ حقیقی کے نور سے میری مشک پُر کی گئی ہے

(القصائد الاحمدیہ صفحہ نمبر: 231-230 ایڈیشن 2007ء)

فارسی منظوم کلام

رو صحبتش گزیں و قرارے دراں بجو

از بندگانِ نفس رہِ آں یگاں مپرس   ہر جا کہ گرد خاست سوارے دراں بجو

خداوند کا راستہ نفس کے غلاموں سے نہ پوچھ، جہاں مٹی اڑتی ہو وہیں سوار کو تلاش کر

آں کس کہ ہست از پئے آں یار بیقرار   رو صحبتش گزیں و قرارے دراں بجو

جو شخص اس دوست کے لئے بے قرار ہے جا اُس کی صحبت اختیار کر اور اُس سے تسکین حاصل کر

برآستانِ آنکہ زِ خود رفت بہرِ یار   چوں خاک باش ومرضیٔ یارے دراں بجو

اس شخص کے آستانہ پر جس نے یار کے لئے اپنے تئیں فنا کر رکھا ہے تو خاک ہو کر پڑا رہ اور اسی طرح یار کی مرضی ڈھونڈ

مرد آں بہ تلخ کامی و حرقت بد و رسند   حرقت گزیں و فتح حصارے دراں بجو

جوانمرد تلخی اور سوزش چکھ کر اُس تک پہنچتے ہیں تو بھی سوز اختیار کر اور فتح اس میں ڈھونڈ

برمسندِ غرور نشستن طریق نیست   ایں نفسِ دُوں بسوز ونگارے دراں بجو

غرور کی مسند پر بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اس ذلیل نفس کو جلا دے اور پھر خدا کو تلاش کر

(درثمین فارسی مترجم صفحہ:300)

اردو منظوم کلام

معرفتِ حق

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خُدا کو دِل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دِل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے
باہر نہیں اگر دِل مُردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وُہ دِیں ہی کیا ہے جس میں خُدا سے نِشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دِینِ خدا وہی ہے جو دریائے نُور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دُور ہے
دِینِ خُدا وُہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کِس کام کا وُہ دِیں جو نہ ہووے گِرہ کشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں اُن میں کچھ بھی دم
دُنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وُہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بُت ترک کرکے پھر بھی بُتوں کے غُلام ہیں

(درثمین صفحہ 45)

خصوصی دعاؤں اور نفلی روزہ کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2011ء میں فرمایا:

صبر اور حوصلے کی بڑی عظیم اور نئی داستانیں ہیں جو پاکستان میں رہنے والے احمدی رقم کر رہے ہیں۔ پس ان صبر کے جذبات کو نتیجہ خیز بنانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہیں تر کر لیں۔ ...... آج دعائیں ہی ہیں جو ہمیں ان لوگوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ خاص دعاؤں کی طرف اب پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہفتے میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کر دیں۔ اسی طرح دنیا میں بسنے والے پاکستانی احمدی بھی اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کیلئے بہت زیادہ دعائیں کریں۔ اسی طرح دنیا بھر کے احمدی بھی جو پاکستانی نہیں ہیں وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کیلئے بہت دعائیں کریں ...... ہر احمدی خالص ہو کر ظالموں اور ظلموں سے نجات کیلئے دعا کرے۔ یہی ہمارے ہتھیار ہیں اور اسی کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

مجھے یاد ہے خلافت رابعہ میں جب میں ربوہ میں تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے ناظر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔ پاکستان کے حالات کے متعلق دعا کی، حالانکہ اس وقت کے حالات آج کل کے حالات کا عشر عشیر بھی نہیں تھے۔ کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ خواب میں مجھے یہ آواز آئی کہ **اگر سو فیصد پاکستانی احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔** میں پہلے دن سے ہی جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی حالتوں کی درستی کی طرف اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ کریں۔

وقت مسیحا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے **لوگو!** میں وہی مسیح ہوں جو اپنے وقت پر آیا اور آسمان سے روشن **دلیل** کے ساتھ نازل ہوا۔ اور تمہیں اس نے اللہ کے نشانات دکھائے ہیں، تم میں، اپنی ذات میں اور اپنے انصار میں''۔ (علامات المقربین اردو ترجمہ صفحہ 93)

جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بنیادی شرط نماز

﴿ مکرم عبدالسلام شاہد صاحب مربی سلسلہ۔ لاہور ﴾

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب لوگ دنیا داری اور دنیا طلبی کی وجہ سے اپنے ربّ سے، اپنے پیدا کرنے والے سے دُور ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ ان دُوریوں اور ان فاصلوں کو ختم کرنے کے لئے کسی مصلح کا انتخاب کرتا ہے جو لوگوں کو سیدھی راہ دکھائے اور ان کی اصلاح کرے اور بندوں کو ان کے ربّ اور ان کے خالق سے جوڑے۔ (دین حق) کے دورِ ثانی یعنی آخری زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ کی بناء اس مقصد کے لئے خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ بانی جماعت احمدیہ اس کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہوگئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اُسے قائم کرے......پس یہ زمانہ اس اصلی تقویٰ وطہارت سے اس وقت بالکل خالی پڑا تھا۔طریق نبوی جو پاک ہونے کا ذریعہ تھا بالکل ترک کردیا گیا۔اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت اس زمانے میں دوبارہ آوے اور وہی تقویٰ طہارت پھر قائم ہو جاوے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی غرض اس جماعت سے یہ ہے کہ گم شدہ معرفت کو دوبارہ دنیا میں اس جماعت کے ذریعہ قائم کردے۔'' (تقریریں صفحہ: 22.21۔بحوالہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ: 156)

جماعت احمدیہ ایک الٰہی سلسلہ ہے جس کی بناء خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے بانی جماعت احمدیہ نے جو جماعت کے قیام کی اغراض بیان فرمائی ہیں کہ حقیقی معرفت ،تقویٰ وطہارت، طریق نبوی، کو دوبارہ قائم کیا جائے اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کا خوف دل میں پیدا ہو اور اس اہم مقصد کے حصول کے لئے نماز ایک اہم کڑی ہے جس کے بغیر ان اغراض کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے بانی جماعت احمدیہ نے جماعت میں شمولیت کے لئے جن بنیادی دس شرائط کا ذکر کیا ان میں تیسری شرط قیام نماز کے بارے میں ہے۔ آپ کے نزدیک قیام نماز جماعت کے قیام کی بنیادی

اغراض میں سے ہے جس کے قیام کے بغیر جماعت اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔''

(**ملفوظات جلد دوم:** 68)

نیز فرمایا: ''جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں بھی حضرت احدیت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہوجائے'' (**لیکچر سیالکوٹ صفحہ:** 28)

تیسری شرط بیعت ہیں:

''سوم یہ کہ **بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا**۔ حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔''

(**مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ:** 159)

قیام نماز کی تلقین

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

''سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے **سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو** ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔'' (کشتی نوح صفحہ: 21-23)

''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ **وہ پنجوقتہ نماز جماعت کے پابند ہوں......تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔''**

(**مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ:** 45.42)

نیز فرمایا:

''جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔'' (کشتی نوح صفحہ: 26)

''خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ **نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔''** (تذکرۃ الشہادتین صفحہ: 62.61)

نماز کی اہمیت اور حقیقت

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

نماز ہر ایک (۔) پر فرض ہے۔ حدیث شریف

میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اورعرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرمادی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور اپنی کمزوریوں کوخدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے۔اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کوجنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔اے خدا ہم کوتوفیق دے کہ ہم تیرے ہوجائیں اور تیری رضا پر کاربند ہوکر تجھے راضی کرلیں۔خدا تعالیٰ کی محبت اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔پھر جوشخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں یہ سیرت کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 188-189)

نماز خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے

فرمایا: ''اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہےتو اس کیواسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔سوخدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دُوری بھی لمبی۔پس جوشخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اُس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہوکر وہ جلدتر پہنچ سکتا ہے۔جس نے نماز ترک کردی وہ کیا پہنچے گا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 189)

نیز فرمایا: ''نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو۔اور کسی کو دکھ نہ دو۔راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کروتو اللہ تعالیٰ ہرقسم کا فضل کردیگا۔عورتوں کوبھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کوگلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ.... پانچ وقت اپنی

نمازوں میں دعا کرو۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 434)

اپنی جماعت کے افراد کو اولین سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

"بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نمازوں میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔" (ایام الصلح صفحہ 72)

جماعت کے بارے میں دعا کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے **جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے**...اور میں اُمید کرتا ہوں کہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا۔ اور مجھے دکھائے گا کہ میں اپنے پیچھے ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 619)

پس حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کے افراد کو اوّلین سے جو تشبیہ دی ہے وہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم نفس کی کمزوری اور سستی کو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی منزل کے بیچ میں حائل نہ ہونے دیں اور حضرت اقدس کی دعاؤں کے مصداق بننے کی کوشش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے اور اُس کے فرائض کو دلی بشاشت سے ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

مسائل نماز

ایک جگہ دوسری بار نماز باجماعت

سوال: اگر کسی جگہ پر مثلاً بیت الذکر، عیدگاہ وغیرہ میں نماز باجماعت ادا کی جا چکی ہو تو کیا نماز میں شامل نہ ہونے والے افراد بالخصوص ڈیوٹی پر متعین افراد دوبارہ باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد آنحضرت ﷺ نے باجماعت نماز کی اجازت دی تھی۔ (جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ)

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا: "حسب ضرورت اور جماعت بھی ہو سکتی ہے"۔ (البدر 10 جنوری 1907ء)

حضرت سید محمد سرور شاہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نماز باجماعت کے وقت پہرہ دینے والوں کو اجازت دی ہوئی تھی کہ وہ نماز کے بعد دوسری جماعت کر لیا کریں۔ چنانچہ وہ پانچوں وقت بیت مبارک میں دوسری جماعت ادا کرتے تھے۔

(فتاویٰ سید محمد سرور شاہ صاحب غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 2 صفحہ نمبر 3)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ احباب جو نماز باجماعت کے وقت ڈیوٹی پر موجود ہوں وہ اپنے امام الصلوٰۃ یا صدر صاحب محلّہ سے دوسری جماعت کروانے کی اجازت لے لیں۔ مگر اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ بلا ضرورت دوسری جماعت کو رواج دیا جائے کیونکہ اس سے تفرقہ پیدا ہونے کا امکان ہے جو جماعت کی روح کے خلاف ہے۔ (مرسلہ: قیادت تربیت انصار اللہ پاکستان)

اہلِ بیت اور حضرت امام حسینؓ کا مقام

(حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی تحریرات کی روشنی میں)

(مکرم ندیم احمد فرخ صاحب)

مقامِ اہلِ بیت:۔ حضرت مسیح موعودؑ اہلِ بیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپ کے گھر کی رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اس لیے اس میں بنت بھی داخل ہوسکتی ہے بلکہ ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسنینؓ بھی داخل ہوئے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 224)

آپؑ اہلِ بیت کے مقام اور مرتبہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اور سلام ہو آپ ﷺ کی آل طیبین طاہرین پر۔ وہ لوگ جن کے نور سے زمین روشن ہوگئی اور حسن ان کے ظہور سے ظاہر ہوگیا۔ اور کوئی شک نہیں کہ وہ امامت کے چاند تھے اور استقامت کے رستہ کے پہاڑ یا سردار تھے اور ان سے وہی عداوت رکھتا ہے جو مورد لعنت ہو۔ اُن سے محبت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہے''۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ نمبر 274)

ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اور اس کی آل پر درود جو نبوت کے درخت کی شاخیں اور نبی ﷺ کی قوت شامہ کیلئے ریحان کی طرح ہیں''

(نور الحق حصہ دوم روحانی خزائن جلد 8 صفحہ نمبر 188)

مقام سیّدنا حضرت امام حسینؓ:۔ حضرت مسیح موعود حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے بارے میں فرماتے ہیں۔''اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے۔ اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت ﷺ کے آل تھے''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ 365,364)

''ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے''۔(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 425)

''ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؓ کی توہین کی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں''۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 328)

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے بارے میں فرمایا:۔

''ہم تو دونوں کے ثنا خواں ہیں۔ اصلی بات یہ

ہے کہ ہر شخص کے جد اجداتقویٰ معلوم ہوتے ہیں۔حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ انماالاعمال بالنیات''۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 580)

آپ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

''حضرت امام حسین سیدالمظلومین تھے''۔

(ترجمہ عربی عبارت سرالخلافہ۔ روحانی خزائن جلد8 صفحہ نمبر 353)

ایک اور موقع پر فرمایا۔

''حضرت عیسیٰؑ اور امام حسینؓ کے اصل مقام اور درجہ کا جتنا مجھ کو علم ہے دوسرے کو نہیں ہے کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اس طرح پر دوسرے لوگ خواہ وہ امام حسینؓ کو سجدہ کریں مگر وہ اُن کے رُتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰؑ کو خُدا کا بیٹا یا خُدا جو چاہیں بنادیں مگر وہ اُس کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بےخبر ہیں اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 530)

بلکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت امام حسینؓ کے مقام کے بارے میں زبان درازی کرنے والوں کو ان کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا''۔

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد نمبر19 صفحہ 149)

آپؑ واقعہ کربلا کے متعلق فرماتے ہیں۔

''امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ 136)

جماعت احمدیہ کا عقیدہ: حضرت اقدسؑ نے اپنا اور اپنی اس پیاری جماعت کا عقیدہ واضح کرنے کے لیے ایک اشتہار دیا جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

''میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بنا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:...... مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال

فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور لے جاتے ہیں۔لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔دنیا کی آنکھ وہ شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔اور جو شخص حسینؓ یا کسی بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے‘‘۔(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 653 تا 654)

حضرت امام حسینؓ سے غیر معمولی عشق: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا:۔

’’آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:۔

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا۔مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا‘‘۔اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری

تھی اور اپنے آقا ﷺ کے جگر گوشے کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا''۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 37،36)

حضرت مسیح موعود اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

جان ودلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

میری جان اور دل حضرت محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آل محمد ﷺ کے کوچہ پر نثار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 336)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں اہل بیت اور حضرت امام حسینؓ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نعت

بابِ الفت ہے کھلا کن کیلئے! انؐ کے لئے
دشت ہے گلشن بنا کن کیلئے! انؐ کے لئے

شبنمی ماحول میں ہے نیم شب کو آسماں
چاند تاروں سے سجا کن کیلئے! انؐ کے لئے

بوئے گل میں ہے ازل سے ہی محمدؐ کی مہک
رقص کرتی ہے صبا کن کیلئے! انؐ کے لئے

ناز پہ انداز پہ قربان انؐ کے ہے جہاں
لمحہ لمحہ جاں فدا کن کیلئے! انؐ کے لئے!

ہے نمودِ حسنِ عالم ان کی زلفوں کے طفیل
جب برستی ہے گھٹا، کن کیلئے! انؐ کے لئے

وہ ہی رہتے ہیں خیالوں میں منوّر دم بدم
آنکھ کے نور و ضیا کن کیلئے! انؐ کے لئے

(مکرم منور احمد کنڈے، ٹیلفورڈ، انگلستان)

اقرار توحید و رسالت کا مقام از روئے حدیث

(مرتبہ: اقبال حیدر یوسفی صاحب کراچی)

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اس کے کپڑے بہت اجلے اور سفید تھے۔ بال سخت سیاہ سفر کا کوئی نشان اس پر نظر نہیں آتا تھا لیکن ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا، اپنے زانو آنحضرت ﷺ کے زانو سے ملائے اور اپنے ہاتھ رانوں پر رکھ لئے یعنی مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق کچھ بتایئے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور تجھے سفر کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس پر اس شخص نے کہا آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ہمیں تعجب ہوا کہ وہ خود ہی پوچھتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اسکے بعد اس نے کہا ایمان کے متعلق کچھ بتایئے حضورؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو ایک مانے اور اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر خیر و شر پر یقین رکھے اس پر اس نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر اس نے کہا مجھے احسان کے متعلق کچھ بتایئے اس پر آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تجھے یہ درجہ حاصل نہیں تو کم از کم یہ تصور اور احساس تو ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے قیامت کی گھڑی کے متعلق کچھ بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ اسکے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ یعنی میں بھی اس گھڑی کے صحیح صحیح وقت سے ایسا ہی ناواقف ہوں جیسے تم ناواقف ہو۔ اس پر اس نے کہا پھر مجھے اسکی کچھ علامت ہی بتا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا آثار قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے، ننگے جسم والے، بھوک کے مارے، بکریاں چرانے والے لوگوں کو تُو بڑی بڑی اونچی اونچی عمارتیں بناتے دیکھے گا۔ یعنی جو لوگ آج اجڈ اور جاہل ہیں اس زمانے میں امیر کبیر بن جائیں گے اور محلات میں رہنے لگ جائیں گے۔ اس سوال و جواب کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دیر میں اسی

تعجب میں رہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے عمر تمہیں معلوم ہے کہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے کہا اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (بخاری و مسلم کتاب الایمان)

ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان)

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ احکام شریعت کا تعلق ظاہر سے ہے باطن کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابی مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جنکی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیجاتی ہے تو اسکی جان و مال قابل احترام ہوجاتے ہیں۔ باقی اسکا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (مسلم کتاب الایمان) یعنی اسکو قانونی تحفظ حاصل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اسکی نیت کے مطابق بدلہ دے گا۔ بہر حال کلمہ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ آزاد ہے اور اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ کلمہ گو کے قتل پر آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو تنبیہ کی اور اس سے منع فرمایا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں جہنہ قبیلہ کے نخلستان کی طرف بھیجا جنہوں نے بعض مسلمانوں کو قتل کر کے جلا دیا تھا۔ ہم نے صبح صبح ہی ان کے چشموں پر ہی انکو جا لیا۔ میں نے اور ایک انصاری نے ان کے ایک آدمی کا تعاقب کیا۔ جب ہم نے اسکو جالیا اور اسے مغلوب کرلیا تو وہ بول اٹھا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی اس نے اظہار کیا کہ وہ مسلمان ہے اس بات پر میرا انصاری ساتھی تو رک گیا لیکن میں نے اسے قتل کر کے چھوڑا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے اور آنحضرتؐ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے اسامہ! کلمہ توحید پڑھ لینے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ آپؐ بار بار یہ دہراتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوتا۔ (بخاری کتاب المغازی)

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیا تو پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیوں نہ تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں۔ حضورؐ نے یہ بات اتنی بار دہرائی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر

تم کسی ایسے شخص کو جس سے آپ کو سخت اذیت پہنچی ہو حتیٰ کہ آپ کا ہاتھ تک کاٹ دیا ہو ایمان لے آئے تو تم اسکو قتل نہیں کر سکتے۔حدیث کے الفاظ ہیں۔حضرت عبید اللہ بن عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ مقداد بن عمرو کندیؓ جو جنگ بدر میں شامل ہوئے انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور اگر کسی کافر سے میری مڈبھیڑ ہو جائے اور وہ تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالے پھر اپنے بچاؤ کی خاطر درخت کی اوٹ میں ہو جائے اور کہے کہ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں تو کیا میں اسکے یہ کہنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔مقداد نے عرض کیا حضورؐ اس نے تو میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے پھر اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کہہ رہا ہے تو کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں جب وہ ایمان کا اقرار کرتا ہے تو تم اسکو قتل نہیں کر سکتے۔اگر تم اس اقرار کے بعد اسے قتل کرو گے تو تم اس مقام پر ہو گے جس پر وہ تھا یعنی وہ مومن اور تم کافر قرار پاؤ گے۔ (بخاری کتاب الدیات)

ایک دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی ہے حدیث کے الفاظ ہیں۔حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق اور کفر کی تہمت نہ لگائے کیونکہ اگر وہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر یا فاسق نہیں تو کہنے والے پر یہ کلمہ لوٹے گا یعنی کہنے والا خدا کی نظر میں کافر و فاسق ہو گا۔(بخاری کتاب الادب)

اسی طرح ایک اور حدیث میں مرقوم ہے۔

حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے مسلمانوں میں سے ایک لشکر تیار کر کے مشرکین کی طرف روانہ فرمایا۔جب مسلمانوں کے لشکر کی مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی تو فریقین کے مابین بڑے زور کا رن پڑا۔مسلمان بہت بے جگری سے لڑے اور مشرکین کے ساتھ بڑے داؤ پیچ کھیلے۔اتنے میں میرا ایک قریبی رشتہ دار نیزے سے ایک مشرک پر چڑھ پڑا۔جب اس نے مشرک پر پوری طرح قابو پا لیا تو مشرک جلدی سے کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ کہہ کر بولا کہ میں مسلمان ہوں مگر اس نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو مارا گیا۔آپؐ نے فرمایا کیا کر بیٹھے ہو؟ آپؐ نے ایک یا دو مرتبہ یہی جملہ دہرایا تو اس نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ تمہیں اسکی نیت کا علم ہو گیا" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں نے اسکا دل چیر کر دیکھا ہوتا تو میں واقعۃً اسکی نیت سے باخبر ہو جاتا۔آپؐ نے فرمایا تو پھر تم نے اس کے زبانی اقرار کو تسلیم کیوں نہ کیا جبکہ تجھے اسکے مافی الضمیر کا علم نہ تھا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر: 393)

”عہد نَو ۲“

﴿مکرم عبدالسلام اسلام صاحب﴾

انہیں محو جور و جفا دیکھنا انہیں مست صبر و رضا دیکھنا
زمانے میں تیغ و تفنگ دگر جہاد کہن ہے برنگ دگر
ز محمود نور خدا آشکار اسیران ظلمت ہوئے رستگار
ادھر ان کو آتش فشاں دیکھنا ادھر میرا اشک رواں دیکھنا!
دما دم رواں کاروان حیات بپا پے ہیں جلوہ نما معجزات
مخالف ہواؤں میں پرواز ہے یہی احمدیت کا اعجاز ہے
ذرا دیکھ الفت کے آداب سے نکل لفظ و معنی کے گرداب سے
ذرا دیکھنا ماہ نو دیکھنا! مری آنکھ سے اسکی ضو دیکھنا!
زفیض مسیحا کھلا اور باب نئے انکشافات ام الکتاب
کہاں اب خرد کی بہانہ گری گئی مولوی کی فسانہ گری
نہ نٹشے، نہ کارل، نہ ٹیگور میں کہ جو بات قرآن کے زور میں
گیا فلسفہ فلسفی بھی گئے کہ منطق لئے منطقی بھی گئے
حواری دگر ابن مریم نیا نئے دور ہستی کا آدم نیا
ذرا سن تو ایم ٹی اے کی آواز سن! خدا کا یہ بجتا ہوا ساز سن!
صدا حق کی گونجی ستاروں تلک وہ پہنچی زمین کے کناروں تلک
مسیحا نے یہ کہہ دیا برملا ”نہیں ہے تو محفوظ اے ایشیا“
خدا بن نہ افریقہ ہے امن میں نہ یورپ نہ امریکہ ہے امن میں
جزائر کا وہ رہنما ہے کدھر ”وہ مصنوعی ان کا خدا ہے کدھر“
ذرا دیکھ مہدی کی جود و سخا کہ بٹتی ہے روح بشر کی غذا
زمانے کی تقدیر بدلی گئی مقدر کی تحریر بدلی گئی
یہ مہدی کا زندہ نشان دیکھنا جہاں میں نیا اک جہاں دیکھنا

قومی اسمبلی 1974ء میں ہونے والے ایک اعتراض کا جواب

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان)

آج کل 1974ء کی قومی اسمبلی کی کاروائی کے شائع ہونے کا بڑا شہرہ ہے۔کاروائی تو جب شائع ہوکر سامنے آئے گی تو مزید حقائق کھلیں گے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ دنیا دیکھے گی۔اس کی اشاعت عام سے قبل بعض شائع شدہ محرف کاروائیوں کو بنیاد بنا کر متین خالد صاحب جو اعتراض اٹھا کر غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں ان کو لاجواب نہیں چھوڑا جاسکتا اور ان کا تعاقب ضروری ہے۔

اس وقت ہم سخت زبانی کے حوالے سے متین خالد صاحب کے ایک اہم اعتراض کا جواب پیش کر رہے ہیں۔جس کا تعلق سخت زبان کے استعمال سے ہے۔ان کا ایک ہی مضمون کئی ملکی اخبارات ورسائل (روزنامہ الشرق انٹرنیشنل 7 ستمبر 2011ء، روزنامہ خبریں 7 ستمبر 2011ء، ماہنامہ ضیائے حرم ستمبر 2011ء) میں مختلف عناوین سے شائع ہوا ہے۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

موصوف کا ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی تحریرات میں سخت زبانی سے کام لیا ہے جو ایک عام آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا کجا یہ کہ ایک نبوت کا دعویدار ایسا کرے۔کاش! متین خالد صاحب نے قومی اسمبلی کی کاروائی کا بغور مطالعہ کیا ہوتا۔تو اس سوال کی نوبت ہی نہ آتی۔کیونکہ قضیہ زمین برسر زمیں چکا دیا گیا تھا۔

جب یہی سوال 1974ء کی قومی اسمبلی میں بھی دہرایا گیا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کا یہ تسلی بخش اور اصولی جواب دیا تھا کہ تاریخ انبیاء اور قرآن شریف سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نبیوں کو حسب ضرورت دوسروں کے لئے ایسے سخت الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں جو فی الحقیقت گالی نہیں ہوتے بلکہ حالات اور موقع کے مطابق اللہ تعالیٰ سے مخالفین کے اندرونہ کا علم پاکر کوئی مامور من اللہ ایسا دیکھے اور کہے تو یہ جائز ہے ورنہ نہیں۔یہی گزشتہ انبیاء کی سنت ہے کہ وہ ایک ماہر طبیب کی طرح مریض کو اس کی بیماری بتا کر اسکا علاج کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں نشتر بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔

اس اصولی جواب کی قرآن وسنت سے کسی قدر مزید وضاحت متین خالد صاحب جیسے اہل علم کی تفہیم کے لئے ضروری معلوم ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو اسکی صفات کے مظہر اور رحیم وکریم ہوتے ہیں، ہمیشہ اپنے مخالفین کے لئے رحمت کے طلبگار رہتے اور ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔جب الٰہی جماعتوں اور خدا کے فرستادوں کے معاندین انکے مقابل پر اپنی اشدترین ایذا دہی اور زباں درازی سے باز نہیں آتے اور انہیں منحوس،

مجنون، جھوٹا، گمراہ، بیوقوف اور جادوگر کہتے ہیں۔ (الاعراف: 61، 67۔ الشعراء: 28، 35) تو جواب میں ایسی ناشناس قوم کو قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق اندھی قوم یا بہرے گونگے اندھے کہنے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔

(البقرہ: 19۔ الاعراف: 180، 65)

انبیاء کی طرف سے دل کے مریض روحانی بیماریوں کے حق میں سخت الفاظ کا استعمال دراصل طبیب کے مریض پر اس کی بیماری کی نوعیت ظاہر کرنے کی طرح ہوتا ہے۔ تا کہ وہ اپنی روحانی بیماری کے علاج پر توجہ کریں اور یہی سچی ہمدردی اور محبت کا تقاضا ہے۔ بلکہ ایسا نہ کرنا قوم سے دشمنی اور اسے ہلاکت کے سپرد کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ ہرگز گالی کا رنگ نہیں رکھتے بلکہ اظہار حقیقت کے ساتھ ساتھ قوم کو ہوشیار اور متنبہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اسمبلی میں تاریخ انبیاء اور ان کی سنت کا بھی حوالہ دیا تھا کہ انہیں ایسے الفاظ استعمال کرنے پڑے اور وہ گالی نہیں تھے کیونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ سے مخالفین کے اندرونہ کا علم پا کر ایسا کرتے ہیں۔ جب ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ:۔ حضرت داؤدؑ نے اپنے مخالفین کو کتے کہا۔ (زبور 59/6)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو بھی اپنے اشد ترین مخالفوں اور معاندوں کو ان کی بگڑی ہوئی حالت سے ہوشیار کرنے کے لئے زنا کار، سانپ اور سانپ کے بچے کہنا پڑا۔ (متی 4/6) (متی 12/34) (متی 23/34) یہی بات حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے 9 راگست کو اسمبلی میں بیان فرمائی کہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر معاندین کے لئے حسب ضرورت اور موقع ومحل پر سخت الفاظ کا استعمال کرنے پڑے اور بطور علاج اور کڑوی دوا کے طور پر یہی اسلوب قرآن کریم میں اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کو گمراہ کہنے والے شریر مکذّب دشمنوں کو ان کے اخلاق سیئہ اور بد عادات وخصائل کے موافق کتے، گدھے، ذلیل بندر، سؤر، بدترین جانور، جانوروں سے بھی گمراہ تر قرار دیا ہے اسی طرح مخالفت میں پیش پیش مفسد شریروں کے لئے زنیم یعنی حرامزادہ تک کے برمحل الفاظ قرآن شریف استعمال کئے گئے ہیں۔ (المائدہ: 61) (البقرۃ: 66، 160، 162) (البینۃ: 7) (الانبیاء: 99) (التوبہ: 28) (الانفال: 23) (القلم: 11) (الجمعۃ: 6) (الاعراف: 177)

نبی اکرم ﷺ نے اسی اسلوب کے مطابق یہود بنو قریظہ کے لئے ان کی نقالی اور دیگر بد عادات کے باعث اخوان القردۃ (یعنی بندروں کے بھائی) کے الفاظ استعمال کئے تو امت محمدیہ کے آخری دور کے بگڑ جانے والے علماء کو آسمان کے نیچے بدترین مخلوق قرار دیا۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام جز 4 غزوۃ بنی قریظہ فی سنۃ خمس صفحہ: 396) (شعب الایمان للبیہقی باب فی نشر العلم صفحہ: 311 وکنز العمال جلد 14 صفحہ: 480)

جب ہمارے پیارے سید ومولیٰ سید المعصومین حضرت نبی کریم ﷺ نے کفار کے یہ احوال واقعی قرآنی بیان کی روشنی میں ان کے سامنے رکھے تو آپ پر بھی گالیاں دینے کا الزام لگایا گیا۔ چنانچہ تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب وہ قرآنی آیات اتریں جن میں مشرکین کی حقیقت کھول کر بیان کی گئی ہے کہ وہ پلید اور مخلوق میں سے

بدترین مخلوق ہیں اور بے وقوف اور ذریت شیطان ہیں۔ اور ان کے معبود آگ کا ایندھن ہیں تو سرداران قریش ابوسفیان کی معیت میں رسول اللہ کے چچا ابو طالب کے پاس آ کر شکایت کی کہ اپنے بھتیجے کو ان گالیوں سے روکیں ورنہ اسے ہمارے سپرد کر دیں۔ اس پر ابو طالب نے سخت گھبرا کر آنحضرت ﷺ سے بات کی کہ اے میرے بھتیجے تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اس لئے یہ طریق چھوڑ دیں نبی کریم ﷺ نے یہی جواب دیا تھا کہ یہ گالیاں نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 111)(سیرۃ النبی کامل لابن ہشام ترجمہ عبدالجلیل صدیقی حصہ اول ص 480، 479 ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

اس سلسلہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ مظلوم کی طرف سے جواباً سخت الفاظ کا استعمال بعض اوقات جائز ہی نہیں بلکہ موقع اور محل کے مطابق ضروری ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتا ہے:۔

لَایُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النساء: 148) یعنی اللہ تعالیٰ بری بات کے اظہار کو پسند نہیں کرتا ہاں مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ (وہ ایسا کرے تو یہ ناپسندیدہ نہیں۔)

جب مخالفین خدا کے ماموروں سے استہزاء اور تمسخر کی حد کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ وائے افسوس بندوں پر جب بھی کوئی رسول ان کے پاس آیا وہ اس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ (یٰس: 31) چنانچہ جب بچوں کے سردار ہمارے نبی ﷺ کو کذاب کہا گیا، کبھی سحر زدہ اور ایجنٹ قرار دیا۔ جب انہیں ناواجب طور پر ساحر، مجنون اور شاعر و کاہن کے نام سے یاد کیا گیا تو آپ نے کفار کو ان کی اصل اخلاقی حالتوں کی طرف توجہ دلائی۔

اس تناظر میں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ بھی مامور من اللہ ہونے کا ہے آپ وہ مسیح اور مہدی ہیں جسکی خبر دی گئی تھی کہ وہ امتی نبی ہو کر آئے گا۔ پس آپ کو بھی اسی الٰہی سنت کے مطابق دشمن کی طرف سے ناروا زیادتیوں اور بد زبانیوں کے جواب میں ان کی حقیقت حال ان پر ظاہر کرنی پڑی۔ اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے جواب میں کسی قدر سختی مصلحت تھی...... میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کرسکتا تھا لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اوّل:۔ یہ کہ مخالف لوگ اپنے الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدلیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم:۔ یہ کہ مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پر جوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو اس

طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 ص 11)

یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہیے کہ مخالفین سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نہ تھے بلکہ محض چند افراد تھے جن کی ریشہ دوانیاں منظر عام پر آ چکی تھیں اور آپ کے ان سخت الفاظ کے مخاطب وہی چند اشد ترین مخالف تھے نہ کہ عام صالح علماء۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ہم صالح علماء کی ہتک اور شرفاء کی توہین سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں خواہ ایسے لوگ مسلمان ہوں یا عیسائی یا آریہ۔

(ترجمہ از عربی لجۃ النور روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 409)

جہاں تک موقع اور محل کے مطابق ایک ماہر روحانی طبیب کی طرح نشتر کے استعمال کا تعلق ہے اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔"ہمارا یہ کلام شریر علماء سے متعلق ہے نیک علماء اس سے مستثنیٰ ہیں۔"(ترجمہ از عربی عبارت الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 314 حاشیہ)

یہ وہی شریر علماء تھے، جن کو خدا کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے ہی عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ فرما چکے تھے۔

اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار نے اپنے تین بزرگوں مولوی رشید گنگوہی صاحب، پیر مہر علی شاہ صاحب اور سعد اللہ لدھیانوی کے نام لے کر پوچھا کہ مرزا صاحب نے ان کے لئے دجال، شیطان، ملعون، گمراہ، مفسد، مکار عورت کا بیٹا وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں جس کی وضاحت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے اصولی جواب میں آ چکی تھی کہ مامور من اللہ کا اللہ تعالیٰ سے کسی کے اندرونہ کا علم پا کر ایسے الفاظ کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے۔

اسمبلی میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے لکھا ہے کُلُّ مُسْلِمٍ ...... يَقْبَلُنِيْ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِيْ اِلَّا ذُرِّيَّةُ الْبَغَايَا۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 547,548)

یعنی ہر مسلمان مجھے قبول کرے گا اور میری دعوت کی تصدیق کرے گا سوائے ذریۃ البغایا کے۔اور ذریۃ البغایا کا اپنا من پسند ترجمہ محاورہ عربی کے خلاف بدکاروں کی اولاد کر لیتے ہیں۔گویا نعوذ باللہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے عام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا کہہ کر کنجریوں کی اولاد کہا ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے قومی اسمبلی 1974ء میں واضح فرمایا تھا بغی کے معنی ہر لغت کی کتاب میں نافرمان اور سرکش کے لئے گئے ہیں۔اور یہ محاورہ حق کے منکر اور سرکش کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے شیعوں کی مشہور کتاب فروع کافی میں لکھا ہے کہ جو ہم سے بغض رکھتا ہے وہ نطفہ شیطان ہے اب کوئی بھی اس کے معنی ناجائز اولاد نہیں کرتا۔اسی طرح ذریۃ البغایا کے جو معنی ہماری لغت، ہمارے ائمہ اور ہمارا لٹریچر نہیں کرتا پہلے خود وہ معنی کر کے پھر اعتراض کرنا درست نہیں۔

اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ آپ کی جماعت کی ایک کتاب میں اس محاورہ کا ترجمہ بدکار عورت کا بیٹا ہوا ہے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے واضح فرمایا کہ ابن بغاء کا یہ ترجمہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے نہیں کیا جس نے بھی

کیا عربی سے ناعلمی کی وجہ سے کیا۔ اٹارنی جنرل نے پوچھا کہ قرآن شریف میں یہ لفظ کن معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف میں یہ محاورہ استعمال ہی نہیں ہوا۔ بغاء کا لفظ آیا ہے جس کے معنی بدکاری کے ہیں۔ جب کہ مرزا صاحب نے یہ لفظ نہیں بلکہ ذریۃ البغایا کا محاورہ استعمال کیا ہے۔ اور کہیں بھی اس کے معنی بدکار یا اس کی اولاد کے نہیں ہیں۔

لغت عربی میں جب لفظ بـغـیٌ ب کی کسرہ (زیر) کے ساتھ آئے تو بغاء کے معنی بدکاری کے ہیں جبکہ با کی فتح (زبر) کے ساتھ سرکشی کے معنی ہیں۔ ابن بغایا کے یہ معنی نہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت امام محمد باقرؒ نے بھی بغی کے معنے سرکشی اور زیادتی کرنے والے کے کئے ہیں۔

(مستدرک سفینۃ البحار جلد 1 ص 382)

اس پر اٹارنی جنرل تو لاجواب ہو گئے مگر مولوی مفتی محمود صاحب کی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے خود بطور جرح جب یہ سوال کیا تو کھلا کہ اٹارنی جنرل کا پہلا سوال بھی دراصل مفتی محمود صاحب کا ہی لقمہ تھا۔ مفتی صاحب نے پوچھا "میں نے تو صرف قرآن کی آیت کے بارہ میں پوچھا ہے کہ وہاں بغایا کے لفظ سے کیا مراد ہے؟"

امام جماعت احمدیہ نے دوبارہ وضاحت فرمائی کہ قرآن کریم نے ابن بغایا کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا اور نہ ہی ابن بغایا کے عربی میں یہ معنی ہیں۔

ذریۃ البغایا کے غلط معنے کی تردید کے بعد اس کے اصل معنی کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا کہ آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ 1894 میں ذریۃ البغایا کے محاورہ کے ساتھ ہی اسکے معنی واضح کر دیئے گئے ہیں کہ ذریۃ البغایا وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے۔ اور اس فقرہ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جو مجھے قبول نہیں کرے گا وہ شریر لوگوں میں سے ہوگا۔ اور سوائے چوہڑے چماروں کے سارے قبول کرلیں گے۔ یہ ابتدائی زمانہ کی تحریر ہے اس کے بعد لاکھوں لوگوں نے آپ کو مانا۔ یہ تو عقل کے خلاف ہے کہ آئندہ جو نہیں مانے گا وہ ایسا ہی ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے اس فقرہ میں کُـلُّ مُسـلِـم یَقْبَلُنِیْ کے الفاظ بتارہے ہیں کہ اکثر مسلمان آپ کو قبول کرلیں گے، کو شدید مخالفت کرنے والے اور بد فطرت لوگ آپ کا انکار کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔ پس ذریۃ البغایا کے وہ معنی ہرگز نہیں ہوسکتے جو مخالفین کرتے ہیں بلکہ بغی کے معنی حد سے بڑھنے، باغی سرکش اور گمراہ کے ہیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے دوسری جگہ خود ابن بغاء کے الفاظ استعمال کر کے اس کے معنی سرکش انسان کے کئے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 155)

عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں کے محاورے میں بھی حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اردو میں حرام زادہ کے معنی اردو لغت میں ولد الزنا کے علاوہ محاورہ میں بدذات، شریر کے لکھے ہیں۔ جبکہ حرام زدگی سے مراد شرارت اور فتنہ پردازی لی جاتی ہے۔ اسی طرح اردو میں نطفہ بے تحقیق وغیرہ محاورے شرارتی اور بدذات کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

یہی محاورہ دیگر اہل علم اور اہل اللہ بھی استعمال

کرتے رہے، کتبِ مقدسہ میں بھی استعمال ہوا اور قرآن کریم نے بھی یہ اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ حد سے بڑھے ہوئے مکذبوں کو شرّ الدواب، کالانعام بل ھم اضل، قردۃ خاسئین، خنزیر وغیرہ کے القاب سے یاد کیا اور رسول کریم ﷺ کی مخالفت کرنیوالے شریروں کو زنیم قرار دیا۔ جس کے معنی لغت میں فاحش، لئیم یعنی کمینہ کے علاوہ حرامزادے کے بھی ہیں، جو دراصل ذریۃ البغایا کے محاورہ کا ہی مترادف ہے۔

پس حضرت بانی جماعت احمدیہ پر ذریۃ البغایا کے استعمال پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ اگر یہ اعتراض واقعی درست ہے تو پھر ان تمام بزرگانِ سلف اور اہلِ بیت پر بھی پڑے گا جنہوں نے یہ محاورہ استعمال کیا۔ چنانچہ حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت سکینہؓ نے ان کی شہادت پر مرثیہ کہتے ہوئے ایک شعر میں قاتلین امام حسینؓ کو نسل بغایا قرار دیا۔ (الامام الحسینؓ عربی تالیف از فضیلۃ الشیخ عبدالواحد خیاری السجلماسی الجزائری اردو ترجمہ نور محمد انیس مطبوعہ شہداد پور سندھ)

حضرت سیدہ زینبؓ بنت امام حسینؓ نے بھی قاتلین حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارہ میں اولاد بغایا کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ (بحارالانوار جزء 45 ص 59)

حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادقؒ اور حضرت امام باقرؒ نے خدا کے رسولوں اور انبیاء کو قتل یا اسکی کوشش کرنے والوں کو اولاد بغایا قرار دیا ہے۔ (العلل، ج 1 ص 57 مع اختلاف فی السند والعبارۃ بحوالہ: مستطرفات السرائر۔ ابن ادریس الحلی جلد 1 ص 105) (مستدرک سفینۃ البحار المؤلف: العلامۃ آیۃ اللہ الشیخ علی النمازی)

اسی طرح حضرت امام جعفر صادقؒ کے اس مشہور قول کا حوالہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے قومی اسمبلی میں بھی پڑھ کر سنایا تھا کہ:۔ جو شخص ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے وہ تو اچھے آدمی کا نطفہ ہے اور جو ہم سے عداوت رکھتا ہے وہ نطفہ شیطان ہے۔ (فروع کافی جلد 2 کتاب النکاح ص 216)

اسی طرح حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں:۔

خدا کی قسم ہماری جماعت (گروہ) کے سوا باقی تمام لوگ ذریۃ البغایا ہیں۔ (فروع کافی حصہ سوم کتاب الروضہ ص مطبوعہ نول کشور) دوسری طرف اہل سنت کے بلند پایہ امام حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:۔ جو حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگائے وہ حرامزادہ ہے۔

(کتاب الوصیت مطبوعہ حیدرآباد)

مجلس احرار کا سرکاری آرگن اخبار مجاہد لاہور 4/ مارچ 1936ء فروع کافی کی مندرجہ بالا تحریرات کی وضاحت میں اولاد بغایا کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔ ولد البغایا۔ ابن الحرام۔ ولد الحرام اور ابن الحلال وغیرہ سب عربوں کا اور ساری دنیا کا محاورہ ہے جو شخص نیکوکاری ترک کرکے بدکاری کی طرف جاتا ہے اس کو باوجودیکہ اس کا حسب ونسب درست ہو اپنے اعمال کی وجہ سے ابن الحرام اور ولد الحرام کہتے ہیں۔ اندریں حالات اپنے مخالفین کو امام علیہ السلام کا اولاد البغایا کہنا بجا اور درست ہے۔

پس آئینہ کمالات اسلام کی عبارت میں بھی ذریۃ

البغایا کے عربی محاورہ سے مراد مخالفت میں پیش پیش اور انکے ماتحت ہدایت سے دور وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی، سرکش یا بدفطرت انسان مراد ہیں۔

کارروائی 1974ء کے دوران اٹارنی جنرل صاحب نے ایک سوال حضرت بانی جماعت احمدیہ کی عربی کتاب نجم الہدیٰ سے اسی تمہید کے ساتھ کیا کہ اسے حضرت مرزا صاحب نے امت کے غافلوں کی ہمدردی کے لئے تالیف کیا۔ اور اس رسالہ کو اپنی قوم سے خاص قرار دیا۔ جو آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔ اور کذاب قرار دیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے انہیں عیسائیوں کے ساتھ شمار کیا اور صفحہ نمبر 53 پر اپنے شعر میں انہیں بیابانوں کے خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بڑھ کر قرار دیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے واضح فرمایا ہے اس عربی شعر میں پادری اور ان کی وہ عورتیں مراد ہیں جو مسلمانوں کے گھروں میں جا کر ان کو مرتد کرنے کی کوششیں کرتی تھیں۔

(نجم الہدیٰ صفحہ 64)

یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے خلاف بدزبانی کرتے اور اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا جہاں تک اس رسالہ کی تالیف کا تعلق ہے یہ نصاریٰ کے خلاف اسلام کے حق میں دلائل قاطعہ سے حجت قائم کرنے کے لئے تحریر کیا گیا تھا۔ اور اس کے مخاطب مسلمان نہیں نصاریٰ تھے۔ باقی امت کی ہمدردی میں اس کے غافلوں کے لئے یہ رسالہ لکھنے سے یہ مقصد نہیں کہ مخاطب مسلمان ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ ایسے کمزور لوگوں کے علم کے اضافہ کے لئے اور ان کی طرف سے ان کی ہمدردی میں عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ایک جرنیل کے طور پر یہ خدمت انجام دی ہے۔ تا کہ ان کو پتہ چلے کہ میری دعوت (دین حق) کی مضبوطی اور استحکام کے لئے ہے۔ اور قوم کو سمجھانے کا مقصد یہ تھا کہ مجھے غلط نہ سمجھو میں تمہارا خیر خواہ اور دین حق کے حق میں نصاریٰ کے خلاف ایک جرنیل ہوں۔ اصل عربی شعر یہ ہے:۔

اِنَّ الْعِدَا صَارُوْا خَنَازِیْرَ الْفَلَا
وَنِسَائُھُمْ مِنْ دُوْنِھِنَّ الْاَکْلُبُ

یعنی دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں ہیں۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اسمبلی میں وضاحت فرمائی کہ خنزیر سے مراد یہاں دشمنان اسلام ہیں۔ اور اس کی دلیل میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اس سے اگلا شعر پیش فرمایا جس میں سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ان معاندوں کے گندہ دہانی سے کام لینے کا ذکر ہے۔

سَبُّوْا وَمَا اَدْرِیْ لِاَیِّ جَرِیْمَةٍ
سَبُّوْا اَنَعْصِی الْحِبَّ اَوْ نَتَجَنَّبُ

کہ انہوں نے گالیاں دیں اور ہم نہیں جانتے کہ کیوں دیں۔ کیا ہم اس محبت میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کریں یا اس سے کنارہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں لاکھوں عیسائی اور ان کی عورتیں اسلام کے خلاف برا بھلا اور گالیاں دینے میں مصروف تھے اور اس شعر میں ایسے ہی لوگ مخاطب ہیں جو گالیاں دے رہے تھے۔

سانتا کلاز

عیسائیوں کے لئے مقدس حیثیت رکھنے والا کردار جو فادر کرسمس بھی کہلاتا ہے آپ نے بھی تصاویر میں کھلونے اٹھائے اور سرخ لباس میں ملبوس اس ہنستے مسکراتے باباجی کو دیکھا ہوگا۔ کرسمس کے موقع پر خصوصاً یہ سبھی بچوں کا راج دلارا بن جاتا ہے۔ سانتا کلاز کو سرخ لباس پہنانے کا رواج سب سے پہلے فن لینڈ میں شروع ہوا۔ سانتا کلاز کی جڑیں ایک ولندیزی لوک کہانی سے نکلی ہیں جو چوتھی صدی عیسوی کے ایک عیسائی بزرگ سینٹ نکولاس سے تعلق رکھتی ہیں۔ تاریخ کے مطابق یہ بزرگ موجودہ ترکی کے علاقے مائرا میں مقیم اور بڑا راستباز، ہمدرد اور دوسروں کے دکھ درد میں کام آنے والا شخص تھا۔ وہ خاص طور پر بیماروں اور غریبوں کی بھرپور مدد کرتا تھا۔ لوک کہانی کچھ یوں ہے کہ ایک آدمی اپنے کاروبار میں خسارہ اٹھا بیٹھا تو بہت غریب ہوگیا یہاں تک کہ اسکے لئے تین بیٹیوں کا خرچ اٹھانا ممکن نہ رہا۔ کوئی راہ نہ پاکر اس نے انہیں طوائفیں بنانے کا فیصلہ کرلیا۔ ایک بھی لڑکا ان سے شادی کرنے کو تیار نہیں تھا کیوں کہ ان کے پاس جہیز نہیں تھا۔ جب سینٹ نکولاس کو بات معلوم ہوئی تو اس نے لڑکیوں کو بہت سارا سونا دیا تاکہ وہ کسی کی محتاج نہ رہیں۔ عیسائیوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ سینٹ نکولاس ضرورت مندوں کو خفیہ طریقے سے تحفے بھی دیتا تھا۔

رفتہ رفتہ ہالینڈ، بیلجیم اور جرمنی کے لوگ اس سینٹ کے یوم پیدائش کو بطور تہوار منانے لگے ان کے مطابق سینٹ نکولاس 6 دسمبر کو چل بسا تھا لہذا وہ 5 دسمبر کی شام کو یہ تہوار مناتے ہیں۔ یہ تہوار سنٹر کلاس (Sinter Klaas) کہلاتا ہے۔ جب سترویں اور اٹھارویں صدی میں انگریز نیو ایمسٹرڈیم (اب نیویارک) میں آباد ہوئے تو انہوں نے اس ڈینش لفظ کو غلط بول کر اسے سانتا کلاز بنا دیا۔ یوں سینٹ نکولاس انگریزی میں اسی نام سے مقبول ہوا۔ تصاویر میں سانتا کلاز کو ایک خوش باش بوڑھے کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ اس کی گھنی سفید داڑھی ہے۔ کرسمس کی شام وہ اپنی سلیج پر نکلتا ہے جسے بارہ سنگھے چلا رہے ہوتے ہیں۔ وہ پھر گھر گھر جاکر بچوں میں تحفے تقسیم کرتا ہے۔ سال کے بقیہ مہینے وہ بیگم نکولاس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس دوران وہ پریوں (Effs) کے ساتھ مل کر تحفے بناتا ہے خیال ہے کہ سانتا کلاز قطب شمالی، مغربی کینیڈا، فن لینڈ، ناروے یا سویڈن میں رہائش رکھتا ہے۔ یاد رہے کہ گو سانتا کلاز کی بنیاد عیسائی روایات سے نکلتی ہے مگر قدامت پسند اسے کرسمس کا سیکولر کردار سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ بوقت کرسمس تحفے لینا دینا مادی نقطہ نظر رکھتا ہے۔ اسی لئے پروٹسٹنٹ کے فرقے کرسمس کو رومن کیتھولک فرقے کی جہالت سمجھ کر نظر انداز کرتے چلے آرہے۔ برطانیہ میں برسر اقتدار آتے ہی کرامویل نے کرسمس پر پابندی لگادی تھی۔ اس تنازعے کے باوجود دنیائے عیسائیت میں سانتا کلاز کا کردار ایک اہم کردار رکھتا ہے اور خصوصاً بچے اس سے اپنی خوشیاں وابستہ کرکے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل 5 اگست 2011ء صفحہ 6)

برکات خلافت۔سنہری یادیں

﴿مکرم مسعود احمد بوٹا صاحب۔ کراچی﴾

یہ 28 نومبر 1975ء جمعہ کا دن تھا اس وقت کراچی میں مرکزی طور پر احمدیہ ہال میں جمعہ پڑھا جاتا تھا۔ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد احمدیہ ہال سے باہر نکل رہا تھا کہ باہر کے دروازے کے اندر کی طرف مرحوم و مغفور سید رشید طارق صاحب نے مجھے روک لیا اور کہا کہ امیر محترم چوہدری احمد مختار صاحب مرحوم سے ملنے کے لئے میرے ساتھ ہال کے اندر محراب کے پاس چلیں۔ چنانچہ ہم دونوں محترم امیر صاحب مرحوم کے پاس پہنچے۔ محترم امیر صاحب مرحوم مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پنجابی لہجے میں بڑے پیار سے کہا ''آیا محمد بوٹیا'' میں نے ادب سے عرض کیا جی امیر صاحب! فرمایا: ''حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یورپ کے دورے سے واپس آکر ربوہ تشریف لے گئے ہیں اور آپ کو ان کا ذاتی سامان جو کہ 12 نگ پر مشتمل ہے ربوہ پہنچانا ہے۔ چونکہ حضور کا ذاتی سامان ہے بہت ذمہ داری کا کام ہے لہذا بہت احتیاط سے لے کر جانا ہے۔ چناب میں کل کی فرسٹ کلاس سیٹ بک ہے۔ نعیم احمد خان صاحب آپ کو یہ سامان کل دوپہر کو دے دیں گے۔ ٹرین میں اپنے پاس ہی سب سامان رکھیں۔

اگلے دن صبح میں اپنے دفتر گیا ارادہ تھا کہ دفتر سے 2 بجے بعد دوپہر فارغ ہو کر اپنا بیگ لیتے ہوئے محترم نعیم احمد خان صاحب سے حضور کا سامان لے کر سٹی ریلوے سٹیشن سے چناب گاڑی میں سوار ہو جاؤں گا۔ لیکن جب دفتر میں صبح کے گیارہ بجے تمام سٹاف کو مطلع کیا گیا کہ پرسوں مورخہ یکم دسمبر بروز پیر صبح ساڑھے دس بجے انتہائی ضروری میٹنگ ہوگی۔ جس میں تمام سٹاف کی حاضری لازمی ہے۔ غیر حاضر سٹاف کو ملازمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔ یہ اطلاع میرے لئے انتہائی پریشان کن تھی۔ چند لمحے سوچا اور پھر دفتر کے ایک خالی کونے میں جا کر دعا کی اور اللہ کو مخاطب کر کے کہا: ''یا اللہ میں نے تو آج تیرے خلیفۃ المسیح کا سامان لے کر جانا ہے اب تو جانے اور تیرا کام جانے میں تجھ پر بھروسہ کر کے جا رہا ہوں''۔

پھر میں اپنے پروگرام کے مطابق شام کو چناب ایکسپریس سے حضور کا سامان لے کر روانہ ہو گیا تمام سفر دعائیں کرتے ہوئے گزرا۔ اگلے دن شام 7:30 بجے ربوہ اسٹیشن پر اتر کر تانگے میں سامان لے کر سیدھا قصر خلافت پہنچا جہاں محترم ایوبی صاحب سے ملاقات ہوئی اور انہیں اپنا تعارف کروا کے بتایا کہ حضور کا سامان لایا ہوں اسے حضور کو دینا ہے۔ انہوں نے سامان لے کر قصر خلافت کے اندر پہنچایا

اور مجھے کہنے لگے کہ ”حضور نے جزاک اللہ کہا ہے“ خاکسار نے عرض کی کہ حضور سے کہیں کہ میں تو ملاقات کے لئے آیا تھا۔ چنانچہ مکرم ایوبی صاحب دوبارہ اندر گئے اور چند منٹ بعد واپس آ کر بتایا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کل صبح 9 بجے دفتر میں آ جائیں۔

خاکسار خدا تعالیٰ کے اس احسان اور حضور انور کی اس عنایت کا شکر کرتے ہوئے اپنے گھر آ گیا اور اگلے دن صبح پونے نو بجے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچ گیا۔ میں اپنی سوچوں میں گم اپنی قسمت پہ نازاں تھا کہ اپنے آقا سے تنہا ملاقات ہوگی اور دفتر کے سٹاف کی ہدایت یاد کر رہا تھا کہ چند منٹ میں آپ نے فارغ ہو کر باہر آ جانا ہے کہ میرے نام کی آواز مجھے سنائی دی میں خدا کی حمد کرتے ہوئے حضور کے دفتر میں داخل ہوا سامنے حضور کا نورانی چہرہ پیار بھری مسکراہٹ اور ”السلام علیکم“ کی دعا کے ساتھ موجود تھا۔ کچھ دیر تک تو اپنی نیک بختی پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا لیکن جب حضور انورؒ نے صوفہ پر تشریف رکھتے ہوئے فرمایا ”بیٹھیں“ تو یقین آ گیا کہ میں اپنے آقا کے پاس ہی ہوں۔ حضور کے پاس بیٹھتے ہی میں نے اپنا چشمہ بھی اتار دیا کہ میرے اور آقا کے درمیان یہ بھی حائل نہ ہو۔

حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ اتنا سارا سامان ریلوے میں بکنگ کے بغیر تو نہیں آتا آپ کیسے لے آئے۔ جب میں نے تفصیل بتائی تو حضورؒ نے فرمایا ”آپ نے ٹھیک کہا ہے“ اور پھر مجھے اس بارہ میں تفصیلی نصائح فرمائیں۔ جو آج تک میرے لئے مشعل راہ ہیں ان پر عمل کر کے میں نے زندگی میں بہت سی مشکلات سے نجات حاصل کی۔ حضور انور سے یہ ملاقات 17 منٹ جاری رہی۔

چنانچہ اس ملاقات پہ میں فرحاں و نازاں 2/دسمبر 1975ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر 3/دسمبر بروز بدھ کراچی پہنچا اور ڈرتے ڈرتے اپنے دفتر گیا کہ یکم دسمبر بروز پیر کی میٹنگ میں تو میں موجود ہی نہیں تھا۔ پتہ نہیں نوکری ہے یا نہیں۔ جب دفتر پہنچا تو سب ساتھی باری باری مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ دو دن آپ کہاں رہے؟ جب میں نے پیر کی میٹنگ کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کونسی پیر کی میٹنگ؟ یہاں تو کسی کو یاد بھی نہیں تھا کہ کوئی میٹنگ بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے:

؎ قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

”جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے“

(حضرت مسیح موعودؑ)

دیرینہ خادم سلسلہ صحافی ادیب اور مدیر اوّل ماہنامہ انصار اللہ

محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی رحلت فرما گئے

قارئین انصار اللہ کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کے دیرینہ خادم، معروف صحافی و ادیب اور مدیر اوّل ماہنامہ انصار اللہ محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی 91 سال کی عمر میں مورخہ 3 نومبر 2011ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز بعد نماز عصر آپ کی نماز جنازہ بیت المبارک ربوہ میں ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ بزرگان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ 16 فروری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور گریجوایشن دہلی سے ہی کی۔ آپ کے والد حضرت محمد حسن آسان دہلوی صاحب اور دادا حضرت مولوی محمود حسن خان صاحب (یکے 313) دونوں رفقاء حضرت مسیح موعود تھے۔ محترم دہلوی صاحب نے B.A کے بعد سیکرٹریٹ گورنمنٹ آف انڈیا میں 6 سال ملازمت کی اور دوران ملازمت زندگی وقف کر دی۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کا تقرر بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ فرمایا اور جرنلزم میں ڈپلومہ کروایا۔ آپ 1946 تا 1971ء تک اسسٹنٹ الفضل اور 1971 تا 1988ء ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ رہے 1976، 1980، 1975ء اور 1982ء کے دورہ جات بیرون ممالک کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہمرکابی نصیب ہوئی۔ قیام جرمنی کے دوران آپ نے وہاں نظام دارالقضا کے جاری کرنے کی توفیق ہوئی اور 5 سال صدر قضا بورڈ جرمنی رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تراجم اور علمی و ادبی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔

انصار اللہ کے لئے آپ کی خدمات تاریخی ہیں۔ 1960ء میں جب تنظیم انصار اللہ نے اپنا ترجمان ماہنامہ انصار اللہ جاری کیا تو اس کی ادارت کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ صدر انصار اللہ مرکزیہ کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑی اور آپ کو اس کا بانی ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے ماہنامہ انصار اللہ کی ادارت کے فرائض مسلسل 13 سال تک ادا کئے۔ آپ نے فرائض ادارت براہ راست حضور کی نگرانی میں سرانجام دیئے۔ 1962ء میں قیادت اشاعت بنی تو محترم دہلوی صاحب کو ہی پہلا قائد اشاعت انصار اللہ مرکزیہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور آپ 1972ء تک قائد اشاعت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے رہے۔ محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی نے اپنی 90 سے زائد سالوں پر پھیلی ہوئی زندگی کی مسافت کو اپنی خودنوشت **"سفر حیات"** میں بیان کیا ہے۔ اس خودنوشت سوانح کی تقریب رونمائی مورخہ 10 مارچ 2011ء کو انصار اللہ پاکستان میں منعقد ہوئی تھی۔ محترم دہلوی صاحب نے خدمت میں بھرپور زندگی گزاری اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

آپ کے سانحہ ارتحال پر ادارہ ماہنامہ انصار اللہ آپ کے بیٹوں اور دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

”میتھی“
ایک مفید سبزی

(مکرم خواجہ محمد اقبال نائک صاحب، تیموریہ کراچی)

میں بھی سردیوں کے موسم کی ایک اہم سبزی ہوں اور سرد مزاج لوگوں کے لئے بہت کارآمد ہوں شدید گرمی کے موسم کے علاوہ بالعموم سال کے آٹھ ماہ آسانی سے دستیاب ہوتی ہوں۔ البتہ کئی لوگ مجھے خشک کر کے بے موسم استعمال کرنے کے لئے بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔ جسے خشک میتھی کہتے ہیں۔ یہ بازار میں بھی پیکٹوں میں بند ملتی ہے جس پر ”قصوری میتھی“ لکھا ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ قصوری میتھی (اگر واقعی ہو) بہت خوشبودار اور لذیذ ہوتی ہے مجھے خوشبو کے لئے مختلف سالنوں کی زینت بنایا جاتا ہے۔ چنے کی دال اور میتھی کا سالن بہت مزے دار بنتا ہے۔ بعض سگھڑ اور سمجھدار خواتین کلیجی، گردہ اور مچھلی کی ساندھ دور کرنے کے لئے میرے خشک یا سبز پتوں سے کام لیتی ہیں اور اسے سالن میں شامل کرتی ہیں اس سے صرف ساندھ ہی دور نہیں ہوتی بلکہ سالن خوش ذائقہ اور خوشبودار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آلو میتھی کی بھجیا، میتھی آلو سویا یا پالک ملا کر پکانا، میتھی پالک سویا اور گوشت کو ملا کر پکانا، میتھی کو کسی دال کے ساتھ ملا کر پکانا وغیرہ برصغیر کے روزمرہ کے سالن ہیں اور بڑے شوق سے روٹی کے علاوہ چاول کے ساتھ بھی کھائے جاتے ہیں۔

میرا سالن (یعنی پتے) مندرجہ ذیل فوائد کے حامل ہے۔

1۔ دائمی قبض کو دور کرتا ہے۔

2۔ خونی و بادی بواسیر کے لئے فائدہ مند ہے۔

3۔ سردی کا بخار دور کرتا ہے۔ 4۔ بھوک لگاتا ہے۔

5۔ کاسر ریاح ہے یعنی ہوا خارج کرتا ہے۔

6۔ بادی و بلغم کے لئے نافع ہے۔

7۔ جوڑوں کے درد اور سختی رفع ہوتی ہے

8۔ کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔

9۔ ورم تحلیل ہوتے ہیں۔ 10۔ اعصاب کو طاقت ملتی ہے

میرے بیج بھی بڑے فائدے کے ہیں۔ میتھی پر پھول لگے تو آپ نے دیکھے ہوں گے۔ بس اس کے بعد یہ پھلیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پکنے اور سوکھنے کے بعد ان میں سے بے ڈھنگی شکل اور زرد رنگ کے بیج نکلتے ہیں جنہیں میتھی دانہ یا تخم میتھی کہتے ہیں میرے بیجوں کی بے ڈھنگی شکل اور زرد رنگ کو نہ دیکھیں یہ بڑے کارآمد ہوتے ہیں۔ آم کے اچار کا تو خاص جزو ہیں اس کے علاوہ بھی دوسرے اچاروں میں ڈالے جاتے ہیں بعض سالنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ روزمرہ استعمال کے علاوہ میرے بیجوں کا بطور دوائی استعمال جان کر آپ حیران رہ جائیں گے۔ مثلاً 1۔ اگر بیجوں کو پیس کر چہرہ پر ملیں تو چہرے کے داغ دھبے دور ہوتے ہیں اور رنگ نکھر جاتا ہے۔

2۔ بیجوں کو پیس کر پانی میں ملا کر ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ اس

سے سر کے بال دھوئے جائیں تو نہ صرف سر کے بال گرنا بند ہوجاتے ہیں بلکہ بال لمبے اور خوبصورت ہوجاتے ہیں۔

3۔بیجوں کے لڈو بھی گڑ کے ساتھ ملا کر بنائے جاتے ہیں جس کے استعمال سے گنٹھیا اور کمر کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔

4۔پرانے زمانے کے لوگ غذاؤں پر زیادہ یقین رکھتے تھے اور دواؤں سے دور بھاگتے تھے۔اسی لئے صحت مند رہتے تھے۔ان کے معمولات زندگی میں ایسی چیزیں شامل ہوتی تھیں۔جو دیرپا افادیت رکھتی تھیں مثلاً جاڑوں کے زمانہ میں بالعموم تین دن تک میتھی کی کھچڑی (میتھی ایک حصہ چاول 10 حصے تقریباً) پکا کر صبح سویرے کھاتے تھے حسب توفیق گھی،مکھن،یا تل کے تیل سے یہ کھچڑی کھائی جاتی تھی یہ عمل مندرجہ ذیل امور کے لئے فائدے مند سمجھا جاتا ہے۔کمر اور جوڑوں کا درد اور سختی بادی بلغم اور سردی کے امراض وغیرہ کے علاوہ بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور اعصاب و مثانہ کو طاقت ملتی ہے پٹھوں کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

5۔دبلے پتلے افراد اگر فربہ ہونا چاہتے ہیں تو میتھی ایک حصہ اور دو حصہ منقی (بیج نکال کر) لڈو بنا کر سردیوں کے موسم میں دن میں ایک یا دو بار کھانا فائدہ مند ہے۔لڈو کا وزن 10 گرام ہونا چاہئے۔

6۔دمہ اور بلغمی کھانسی میں بیجوں کا جوشاندہ شہد خالص شامل کر کے پینا بہت فائدہ مند ہے۔

7۔بعض اطباء کے نزدیک بیجوں کا جوشاندہ ذیابیطس کے لئے بھی بہت مفید ہے۔غرض یہ کہ میرے اندر حیاتین، معدنی نمکیات،نشاستہ دار اجزاء،قبض کشا ریشہ اور لعاب نباتاتی تیل اور پروٹین کیا کچھ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ یونانی اطباء مجھ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں اور مندرجہ ذیل بیماریوں کے لئے حسب ضرورت میرے بیجوں اور پتوں کا استعمال کرتے ہیں اور اپنے نسخوں میں شامل کرتے ہیں۔

1۔چھوٹے بڑے جوڑوں کی سوجن اور درد 2۔پیٹ کا درد اور اپھار 3۔آؤں کے ساتھ دست اور مروڑ 4۔بادی و خونی بواسیر 5۔دیرینہ قبض 6۔بلغمی کھانسی اور سینہ کی خرخراہٹ 7۔دمہ کھانسی کی تکلیف (الرجی) 8۔ذیابیطس 9۔بالوں کا گرنا یا چھوٹے ہونا 10۔اعصابی کمزوری 11۔سردیوں میں قطرہ قطرہ پیشاب آنا،مثانہ کی کمزوری 12۔کمر کا درد۔

اس کو بیرونی استعمال میں ورم تحلیل کرنے کے لئے بطور پیسٹ بھی استعمال کیا جاتا ہے مجھے آپ کے گھر میں بھی لگا سکتے ہیں اور اس طرح تازہ صورت میں بھی حاصل کرسکتے ہیں۔اس مقصد کے لئے کوئی بڑا گملا یا پھر کسی پھل والے سے لکڑی کا کریٹ یا پیٹی حاصل کرلیں چاروں طرف پولی تھین اندر کے رخ لگادیں نیچے کا حصہ خالی رکھیں بالو مٹی اور کھاد (ایک اور پانچ کے تناسب سے) پیٹی یا گملے کو تین چوتھائی بھر دیں اب اس میں میرے بیج ایک بڑا چمچہ چھڑک دیں اوپر سے ڈیڑھ انچ مٹی ہموار پھیلا دیں اور ہلکا سا پانی چھڑک دیں ہر تیسرے روز دن میں ایک مرتبہ پانی ڈالیں پانی اتنا ڈالیں تین کہ چار انچ تک جذب ہوجائے۔ڈبہ یا گملے کو دھوپ والی جگہ پر رکھنا ضروری ہے فلیٹ کے لوگ گیلری میں رکھ سکتے ہیں۔تین چار دن میں پودے نکل آئیں گے اور وہاں مجھے چڑیوں سے ضرور بچانا کیونکہ وہ بڑے شوق سے مجھے کھاتی ہیں۔مہینہ پندرہ دن میں آپ کو میتھی کا تازہ ساگ مل جائے گا۔

موسم گرما 2011ء سندھ میں آنے والے سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد
ضلع عمر کوٹ میں انصار اللہ پاکستان ربوہ کی امدادی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں

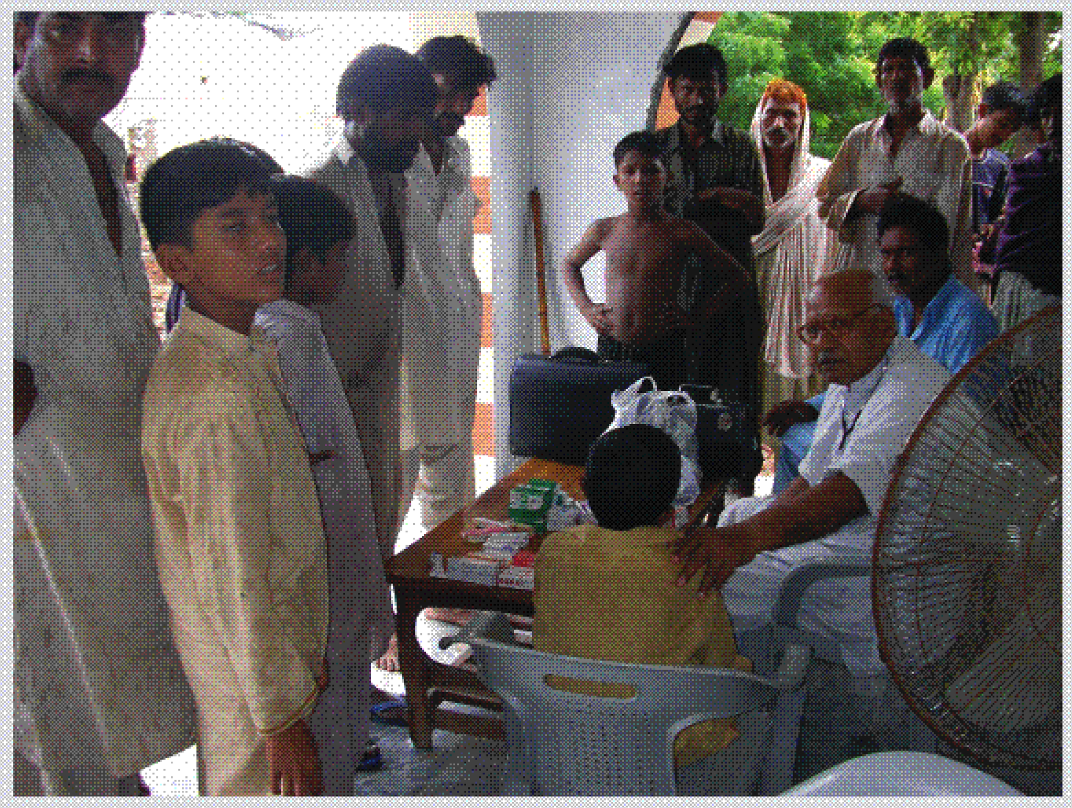

مکرم رانا دلاور حسین صاحب شہید

جو بعد میں آکر بہت آگے نکل گئے

(مکرم ملک مبشر منظور صاحب ۔شیخوپورہ)

ابتدائی حالات: مکرم دلاور حسین صاحب شہید ولد رانا محمد شریف صاحب 25؍مئی 1969ء کو کولیانوالہ ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے چار بھائی اور ایک ہمشیرہ ہیں۔ان میں آپ سب سے چھوٹے تھے۔

آپ نے مڈل گاؤں کالوکے،میٹرک فاروق آباد اور BA اور D-Com کمرشل کالج شیخوپورہ سے کیا اور P.T.C کرنے کے بعد آپ بطور ٹیچر نوکری کا آغاز کیا جو شہادت جاری رہی۔

1992ء میں پہلی شادی مکرمہ صغراں بی بی صاحبہ بنت محمد اسلم صاحب سے ہوئی جو جلد وفات پا گئیں۔ 23؍جنوری 1993ء کو محمد اسلم صاحب کی چھوٹی بیٹی مکرمہ عشرت بی بی صاحبہ سے دوسری شادی ہوئی جن سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔مکرم دلاور حسین صاحب شہید جستجو حق میں اہل سنت سے اہل تشیع پھر اہل حدیث مسلک میں دلچسپی لیتے رہے اور آخر میں احمدیت میں شامل ہوئے۔

قبول احمدیت: مکرم دلاور حسین صاحب کے سسرالی رشتہ دار جو ربوہ میں مقیم ہیں ان سے احمدیت کا تعارف ہوا۔MTA کے پروگرامز اور جماعتی رسائل وکتب سے استفادہ اور زیارت مرکز بھی کی جس سے احمدیت کا تعارف ہوا۔پھر مکرم ارشاد الحق صاحب ساکن کجر سے موصوف کی ملاقات ہوئی اور ان کا رابطہ جماعت کجر اور فاروق آباد کے احباب جماعت سے ہوا۔جماعت کجر میں بیعت سے پہلے مکرم دلاور حسین صاحب شہید اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ باقاعدگی سے نماز جمعہ ادا کرنے آتے رہے۔کچھ عرصہ بعد موصوف نے بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔مگر انہیں کہا گیا مزید تحقیق کریں،سوچ سمجھ لیں اس پر مکرم دلاور حسین صاحب شہید نے کہا کہ اگر مجھے موت آ گئی اور میں بغیر بیعت کے جاہلیت کی موت میں مر گیا تو پھر کیا ہوگا۔لہٰذا میری بیعت فوراً لیں۔اس پر انہوں نے مع اہل وعیال 29؍ستمبر 2010ء کو ربوہ میں بیعت کر لی اور احمدیت کے نور سے منور ہو گئے۔

بیعت کے بعد انہوں نے نہایت اخلاص کا نمونہ دکھایا۔نہ صرف خود نمازوں پر قائم ہوئے بلکہ اپنے بیوی بچوں کو بھی تلقین کی۔اور اپنے گھر پر باجماعت نماز کا اہتمام کیا۔اور اپنے گھر میں احمدی ماحول پیدا کیا۔

خلافت سے بھی والہانہ عشق تھا۔چنانچہ بیعت

کے فوراً بعد پہلا کام اپنے گھر میں MTA کا انتظام کروایا باقاعدگی سے MTA سے استفادہ کرنا شروع کردیا۔دعوت الی اللہ کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے۔جماعتی عہدیداران سے محبت کا تعلق رکھتے اور جب بھی کوئی جماعتی فرد ان سے ملنے جاتا تو ان کی خوشی دیدنی ہوتی جو کہ بیان میں نہیں لائی جاسکتی۔

جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ شامل ہوئے اور باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے رہے۔احمدیت قبول کرنے کے بعد قریبی عزیز واقارب جانی دشمن بن گئے اور تمام گاؤں والوں نے سوشل بائیکاٹ جاری رکھا۔اسی سلسلے میں 27/رمضان المبارک کو عزیزوں اور گاؤں والے مولوی عبدالکریم صاحب خانقاں ڈوگراں کے ساتھ تقریر کرنے گاؤں کی مسجد میں آئے۔اور جماعت مخالف تقریر شروع کر دی اور مکرم دلاورحسین صاحب شہید کو مسجد میں بلایا کہ آکر جماعت کی وکالت کریں۔موصوف نے اجازت چاہی مکرم امیر صاحب ضلع نے دعا کرنے کا ارشاد دیا۔اور اس فتنے سے بچے رہنے کے لئے اپنے گھر میں ہی رہنے کا کہا۔پھر 60 افراد پر مشتمل جلوس مع مولوی صاحب ان کے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے اور کہا کہ باہر آکر ہمیں اپنے عقائد بیان کریں۔اس پر مکرم دلاورحسین صاحب شہید باہر تشریف لائے اور مولوی صاحب کو کہا کہ آپ مجھے حیات مسیح از روئے قرآن کریم ثابت کردیں۔جس پر مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخانہ کلمات کہنے شروع ہو گئے اور واجب القتل کہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔قریباً 15 دن پہلے ایک ملاّ مع مسلح افراد گاؤں گیا اور لوگوں کو غیرت ایمان کے جگانے کا درس دیتا رہا کہ یہ ایک گھر قادیانی (احمدی) آپ کی ایمانی غیرت کو للکار رہا ہے اسے دعوت حق دیں۔اگر قبول کرے تو ٹھیک ورنہ ایک ہی علاج ہے کہ قتل کردیں۔

یکم اکتوبر 2011ء بروز ہفتہ بوقت 12 بج کر 15 منٹ پر ا مری سکول گولیا نوالہ میں اپنی کلاس میں بچوں کو انسانیت کا درس دیتے ہوئے باہر سے آواز آئی ہے کہ ماسٹر صاحب باہر آئیں۔مکرم دلاورحسین صاحب شہید جیسے ہی باہر نکلتے ہیں موٹر سائیکل پر داڑھیوں والے دو نوجوانوں نے پسٹل کا فائر کیا جو کہ ایک ان کی گردن کے قریب لگا۔دوسرا ان کے نچلے حصے ٹانگ پر لگا۔انہیں موٹر سائیکل پر ہسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی راستے میں نمازی پھاٹک کے قریب جان اپنے ربّ کے حوالے کی۔ اور **یوں بعد میں آکر پہلوں سے آگے نکل گئے**۔آپ نے اپنے پیچھے بیوہ ،دو بہادر بیٹے 2 کم سن پھول سی بیٹیاں یادگار چھوڑ گئے۔ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7/اکتوبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ یوں آپ آسمان احمدیت کے روشن ستاروں میں شامل ہوگئے۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے خون سے گلشن احمد کی آبیاری فرمائے۔آمین

سالانہ علمی ریلی انصار اللہ پاکستان 2011ء

(رپورٹ: مکرم محمد محمود طاہر صاحب ۔ مدیر ماہنامہ انصار اللہ)

مجلس انصار اللہ پاکستان کی آٹھویں سالانہ علمی ریلی مورخہ 18,19,20 نومبر 2011ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو انعقاد پذیر ہوئی۔

افتتاحی تقریب: اس ریلی کی افتتاحی تقریب مورخہ 18 نومبر بروز جمعۃ المبارک سوا چار بجے شام کو ایوان ناصر کے بالائی ہال میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد تعلیم و منتظم اعلیٰ علمی ریلی نے رپورٹ پیش کی جس کے بعد محترم صدر مجلس نے شرکاء ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علم اور اس کے مقابلوں کا مقصد عاجزی اور خشیت پیدا کرنا اور عالم باعمل لوگ پیدا کرنا ہے اس لئے مرکز میں اپنے قیام کے ایام بھی دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں اور واپس جا کر اپنی مجالس میں حضور کے ارشاد کے مطابق موجودہ حالات میں نفلی روزوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائیں۔

افتتاحی تقریب کے بعد جملہ شرکاء کی خدمت میں انصار اللہ کے لان میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی جس کے بعد نماز مغرب وعشا ایوان محمود میں ادا کی گئیں اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ ایوان ناصر کے زیریں ہال میں سنا گیا۔

مقابلہ جات: امسال جماعت کی طرف سے محدود پیمانے پر ریلی کی اجازت دی گئی تھی۔ اس کے پیش نظر اضلاع کو کوٹہ مقرر کر دیا گیا اور کچھ مقابلہ جات بھی کم کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ نئے حالات کے مطابق مندرجہ ذیل مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا: مقابلہ تلاوت معیار عام، مقابلہ حفظ قرآن، مقابلہ نظم، مقابلہ بیت بازی، مقابلہ فی البدیہ تقریر، مقابلہ معلومات انفرادی اور مقابلہ تقریر معیار خاص۔ پہلے روز دو مقابلے رات 8 تا 10 بجے منعقد ہوئے جو کہ تلاوت قرآن کریم اور حفظ قرآن کریم کے مقابلے تھے۔ دوسرے روز صبح 8 بجے سے ایک بجے تک اور 3 سے 5 بجے تک چار مقابلہ جات مندرجہ ذیل ترتیب سے منعقد ہوئے۔ نظم خوانی، بیت بازی (دو انصار پر مشتمل ٹیم بین الاضلاع) تقریر فی البدیہ اور نماز ظہر وعصر و کھانے کے بعد 3 تا 5 تک مقابلہ دینی معلومات انفرادی کا کامیاب انعقاد ہوا۔ تیسرے روز صبح 9 بجے سے 11 بجے تک مقابلہ تقریر معیار خاص ہوا

جس میں ہر علاقہ سے ایک مقرر نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں جس کے بعد محترم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد تعلیم نے شرکاء ریلی سے خطاب کیا۔

علمی مقابلہ جات کا دفتر ایوان ناصر کے زیریں ہال میں قائم کیا گیا تھا۔ جہاں شاملین کے کوائف کا اندراج کیا گیا اور رزلٹ ساتھ ساتھ تیار کر کے اعلان کر دیا جاتا اور نوٹس بورڈ پر بھی آویزاں کر دیا جاتا تھا۔ تمام مقابلہ جات کا بروقت انعقاد کیا گیا۔ امسال علمی ریلی میں 32 اضلاع کی 92 مجالس کے 183 انصار نے شرکت کی۔ الحمد للہ ذالک

خصوصی نشست

"خلافت احمدیہ کچھ یادیں کچھ باتیں"

سالانہ علمی ریلی کے دوسرے دن 19 / نومبر بروز ہفتہ ایک اہم اور خصوصی نشست کا انعقاد ہے جو کہ خلافت احمدیہ کے حوالہ سے بزرگان سلسلہ کی طرف سے اپنی یادوں کے تذکرہ پر مبنی ہوتی ہے۔ چنانچہ نماز مغرب وعشاء اور وقفہ برائے طعام کے بعد یہ خصوصی نشست **"خلافت احمدیہ" کچھ یادیں کچھ باتیں** محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم محترم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر) اور مکرم محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر صدر نور فاؤنڈیشن و انچارج ریسرچ سیل نے خلافت ثانیہ کے حوالہ سے اپنی حسین یادوں کا تذکرہ کیا اور دلوں کو گرمایا۔ یہ مجلس دو گھنٹے جاری رہی۔ سامعین ہمہ تن گوش تھے اور خلافت احمدیہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت سے ان کی آنکھیں پرنم اور دل گداز تھے۔ اس محفل میں از راہ شفقت مکرم محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور مکرم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب سابق صدران مجلس انصار اللہ پاکستان نے بھی شرکت کی۔ خواتین کے لئے بھی محدود انتظام کیا گیا تھا جنہوں سرائے ناصر نمبر 1 میں کلوز ٹی وی سرکٹ کے ذریعے یہ پروگرام سنا۔ اس روحانی مجلس کا اختتام دُعا سے ہوا جو مکرم محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے کروائی۔

متفرق انتظامات: علمی ریلی کے کامیاب انعقاد کے لئے ایک انتظامیہ تشکیل دی گئی تھی جس نے احسن طریق پر ریلی کے انتظامات سنبھالے۔ مورخہ 17 / نومبر بروز جمعرات ریلی کے انتظامات اور شعبہ جات کا باقاعدہ آغاز ہو گیا تھا۔ دفتر رابطہ قائد صاحب عمومی کا دفتر تھا۔ شعبہ رجسٹریشن اور شعبہ علمی مقابلہ جات زیریں ہال ایوان ناصر میں قائم تھا جہاں شرکائے ریلی اپنی رجسٹریشن کروا کر اپنے اسماء لکھواتے اسی ہال میں شعبہ استقبال، قیادت اشاعت کا بک سٹال اور قیادت تربیت کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ جبکہ شعبہ طبی امداد ڈسپنسری میں قائم تھا۔ شرکاء ریلی کی رہائش کا انتظام سرائے ناصر انصار اللہ، سرائے خدمت خدام الاحمدیہ، سرائے حمد وقف جدید اور سرائے فضل عمر تحریک جدید میں کیا

گیا تھا۔طعام گاہ انصار اللہ کے لان میں بنائی گئی تھی جہاں تین وقت کا کھانا شرکاء کو احسن انداز میں پیش کیا گیا۔نماز تہجد اور نماز با جماعت کا انتظام ایوان محمود ہال میں کیا گیا تھا۔ ریلی کے دوسرے اور تیسرے دن صبح اجتماعی نماز تہجد کا انعقاد ہوا۔جبکہ بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد محترم مرزا عبدالصمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے ''نظام وصیت سے وابستہ ہونے کی برکات'' کے موضوع پر درس دیا اور بروز اتوار بعد نماز فجر محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل نے مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت کے موضوع پر درس دیا۔ریلی کے انتظامات کے لئے انصار اللہ کے ساتھ مندرجہ ذیل جماعتی ادارہ جات نے بھرپور تعاون کیا جس کے لئے ادارہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔دارالضیافت،تحریک جدید، وقف جدید،خدام الاحمدیہ پاکستان،فضل عمر ہسپتال، طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ اور MTA پاکستان۔اللہ تعالیٰ ان کو اور تمام انتظامیہ کارکنان،ناظمین علاقہ،اضلاع وزعماء اعلیٰ کو بھی جزائے خیر دے جنہوں نے ریلی کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

انتظامیہ سالانہ علمی ریلی 2011ء

منتظم اعلیٰ: مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
منتظم رابطہ: مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب
منتظم رہائش: مکرم مرزا فضل احمد صاحب
منتظم طعام: مکرم سیّد قاسم احمد صاحب
منتظم علمی مقابلہ جات: مکرم محمد محمود طاہر صاحب
منتظم سمعی وبصری (روشنی وفوٹوگرافی): مکرم سید طاہر احمد صاحب
منتظم رجسٹریشن: مکرم سید غلام احمد فرخ صاحب
منتظم نظم وضبط (سیکورٹی/پارکنگ): مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب
منتظم سٹیج تیاری ہال ومہمان نوازی: مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب
منتظم استقبال والوداع: مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب
منتظم صفائی وآب رسانی: مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب
منتظم تربیت: مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب
منتظم طبی امداد: مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
منتظم انعامات واشاعت: مکرم عبدالسمیع خان صاحب

اختتامی تقریب: آٹھویں سالانہ علمی ریلی کی اختتامی تقریب مورخہ 20/نومبر 2011ء بروز اتوار وقت ایک بجے ایوان ناصر کی بالائی منزل میں منعقد ہوئی۔اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ تھے۔تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے عہد دہرایا جس کے بعد منظوم کلام پڑھا گیا اس کے بعد ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد تعلیم ومنتظم اعلیٰ علمی ریلی انصار اللہ پاکستان نے ریلی کی تفصیلی رپورٹ پیش کی اور جملہ مہمانان، تعاون کرنے والے ادارہ جات،انتظامیہ وکارکنان کا شکریہ ادا کیا۔رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے علمی ریلی میں اعزاز حاصل کرنے والے انصار اور مجالس میں انعامات تقسیم فرمائے۔اس موقع پر نظارت اصلاح و

ارشاد مرکزیہ کی طرف سے جاری مطالعہ کتب سکیم ششماہی اوّل کے امتحانات مین نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو بھی انعامات دیئے گئے۔

تقسیم انعامات کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے شرکاء ریلی سے خطاب فرمایا اور انصار بھائیوں کو موجودہ حالات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریکات کے مطابق اپنی عبادات، نمازوں، دعاؤں اور نفلی روزہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی جس کے ساتھ سالانہ علمی ریلی کی یہ پروقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد نماز ظہر وعصر ایوان محمود ہال میں ادا کی گئیں۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے نمازیں پڑھائیں۔ نماز ظہر وعصر کے بعد انصار اللہ پاکستان کے سبزہ زار میں جملہ شرکاء کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ ظہرانہ کے بعد انتظامیہ اور بعض دیگر مجالس و اعزاز پانے والوں نے مہمانِ خصوصی کے ساتھ گروپ فوٹوز بنوائیں۔ یوں علم وعرفان سے بھرپور تین ایام پر مشتمل سالانہ علمی ریلی انصار اللہ پاکستان اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس ریلی کے مفید اور نیک اثرات پیدا فرمائے۔ آمین۔

اس ریلی میں ہونے والے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے اسماء مقابلہ وار تاریخی ریکارڈ اور تحدیث نعمت کے طور پر ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

تفصیل انعامات

مقابلہ تلاوت

اول: مکرم سلطان محمد صاحب دارالصدر شرقی الف ربوہ

دوم: مکرم رانا ناصر محمود صاحب عزیز آباد کراچی

سوم: مکرم قاسم الدین بھٹی صاحب دارالعلوم جنوبی احمد ربوہ

حوصلہ افزائی: مکرم محمد سرور ظفر صاحب گلشن پارک لاہور

مقابلہ حفظ قرآن

اول: مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال سیالکوٹ

دوم: مکرم عبدالقیوم صاحب شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین

سوم: مکرم محمد شاہد قریشی صاحب گلستان جوہر جنوبی کراچی

حوصلہ افزائی: مکرم قمر احمد صاحب چپ بورڈ فیکٹری جہلم

مقابلہ نظم

اول: مکرم ناصر احمد ہاشمی صاحب کولبازار ربوہ

دوم: مکرم غلام سرور طاہر صاحب دارالصدر شرقی طاہر ربوہ

سوم: مکرم کیپٹن (ر) منور احمد صاحب اسلام آباد غربی

دوصلہ افزائی: مکرم حمید احمد شاہد صاحب مارٹن روڈ کراچی

مقابلہ بیت بازی (بین الاضلاع)

اول مکرم محمد شریف ظفر صاحب + مکرم حافظ بشارت احمد صاحب لاہور

دوم: مکرم مہراج احمد صاحب + مکرم سعادت احمد اشرف صاحب حیدرآباد

سوم: مکرم محمد شاہد قریشی صاحب + مکرم منور احمد خالد صاحب کراچی

حوصلہ افزائی:

مکرم عبدالرشید خاور صاحب + مکرم محمد سرور صاحب گوجرانوالہ

مقابلہ تقریر فی البدیہ

اول: مکرم رفیع احمد طاہر صاحب سانگلہ ہل ننکانہ صاحب

دوم: مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب دارالصدر شمالی انوار ربوہ

سوم: مکرم یونس احمد خادم صاحب دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ

حوصلہ افزائی مکرم بشیر حسین تنویر صاحب دارالحمد فیصل آباد

مقابلہ دینی معلومات

اول مکرم عبدالرشید خاور صاحب گوجرانوالہ شرقی گوجرانوالہ

دوم مکرم چوہدری محمد انور صاحب سیالکوٹ شہر سیالکوٹ

سوم مکرم ناصر احمد ڈوگر صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ

حوصلہ افزائی مکرم زبیر احمد خان صاحب نارتھ کراچی

مقابلہ تقریر معیار خاص

(بین العلاقہ)

اول: مکرم جمیل احمد بٹ صاحب ۔ کراچی

دوم: بشیر احمد اختر صاحب ۔ گجرات

سوم: مکرم سید عبدالکریم طاہر صاحب ۔ خیبر پختونخواہ

حوصلہ افزائی: مکرم رفیع احمد طاہر صاحب ۔ فیصل آباد

حسن کارکردگی کے لحاظ سے

بہترین ناصر: مکرم رفیع احمد طاہر سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب

بہترین مجلس: ربوہ

بہترین ضلع : کراچی

نماز میں لذت کے حصول کی دعا

(مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ)

اے خدا میں اندھا و ناکارہ و بد ذوق ہوں
تیری الفت کی حلاوت سے نہیں ہوں آشنا
ہاں مگر سنتا ہوں میں جب بھی ندا
تو تھکے قدموں سے آتا ہوں ترے دربار میں
بے دلی سے سر جھکاتا ہوں تری سرکار میں

دل میں رہتا ہے خیالوں کا ہجوم
گھیر لیتی ہے مجھے بادِ سموم
بے حضوری سی ہے کیوں تیرے حضور
کیوں نہیں ملتا مجھے لطف و سرور
عادتاً یہ فرض کرتا ہوں ادا
لذتِ گریہ سے ہوں نا آشنا

اے خدا میری سعی پہ کر نظر
کر ہرا بے رنگ کوشش کا شجر
ہو عطا اس پیڑ کو کوئی ثمر
دل پہ اک شعلہ گرا دے نور کا
دیکھ لوں منظر میں کوہ طور کا
راکھ ہوں عرشی یہ سفلی لذتیں
قرب کی مجھ کو عطا ہوں برکتیں
واسطہ ہے مصطفیٰ ﷺ کے نام کا
تھام لے اب ہاتھ مجھ ناکام کا

انتظامیہ علمی ریلی 2011ء کا محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے ساتھ گروپ فوٹو

Regd # FR - 8

Monthly ANSARULLAH

December 2011

Editor: Muhammad Mahmood Tahir

(c.nagar:35460) E-mail: ansarullahpakistan@gmail.com

Ph: 047-6212982 Fax: 047-6214631 Cell: 0336-7700250

اختتامی تقریب علمی ریلی **2011**ء اور تقسیم انعامات

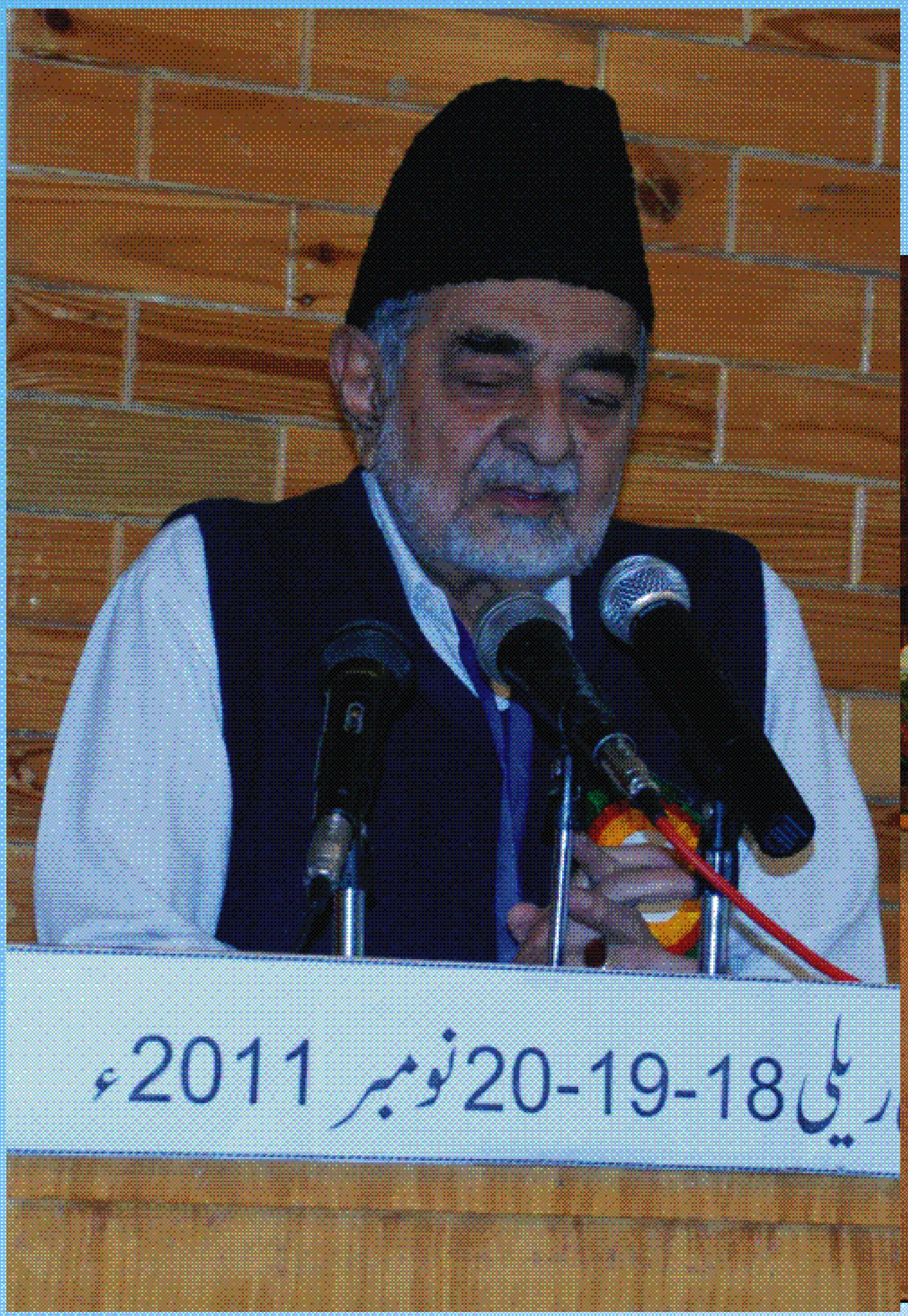

خطاب مہمان خصوصی

رپورٹ منتظم اعلیٰ

بہترین ضلع ۔ کراچی

بہترین مجلس ۔ ربوہ

بہترین ناصر ۔ مکرم رفیع احمد طاہر